

فرحت اشتیاق

”بھئی واہ کیا معصوم بیوی نہیں تھی۔“ امین نے ڈانچت زور سے بند کرتے ہوئے بڑے طنز انداز میں کہا۔ ڈریسنگ ٹیبل کے آگے کھڑی ہواں پرش کرتی رامیہ اس کے انداز پر مسکرا دی تھی۔

”اس طرح کی دو چار معصوماں اور پیدا ہو گئیں تو ہم جیسوں کا توالہ ہی مانفہ ہے ایک ہی گھر میں رہتے ہوئے انہیں یہ نہیں پتا کہ ان کی شادی بیوی یعنی کرن صاحب سے ہو رہی ہے۔ سارے جگ کو پتا ہے مگر بے چاری معصومہ لاعلم ہیں۔ شادی والے دن جب دو لہا صاحب کمرے میں تشریف لاتے ہیں تو وہ حیران رہ جاتی ہیں اور تمام رنگ ان کے چہرے پر آجاتے ہیں۔ یا یہ بیوی سن بات بے بات لال کالی سرس ہری نیلی کیوں ہو جاتی ہیں۔“ امین ہنسنے ہوئے بولے۔

”بھئی بیوی امین کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایسی ہی ہو۔ تم نے پرائیویٹ اسٹانی اور انڈین فلموں میں۔“

”بھئی بڑے وہ ہیں آپ۔ جیسے کوئی دیکھ لے گا۔“ ٹائپ ڈانچلاک نہیں سنے۔ بیوی امین کے بولنے کا اشارہ بھی ایسا ہوتا ہے جیسے بے چاری دست کی داغی مریضہ ہے۔ یعنی یہ کہ یہ روایت ہے کہ بیوی امین اور پانچ ہوتا ہو شرمیلی ضرور ہو۔“ رامیہ اپنے سلی کمر تک آتے ہاؤں کو ہینڈ میں جکڑتے ہوئے بولی۔ اسے اپنے ہاؤں کے ساتھ نت نئے تجربات کرنے میں بہت مزہ آتا تھا۔ کبھی امیں پر م کروا لیتی

ناولٹ

بڑے میاں کا ہم لے کر پیچھا جائے گا۔“ وہ چکر بولی۔

”بھئی ہم نے تو جو دیکھا ہے وہی کہہ رہے ہیں۔“

مس امین کی طبیعت ہے آپ کی مس امین کی طبیعت ہوئی لگ رہی ہیں تھوڑی دیر ریسٹ کر لیں مس امین یہ مس امین وہ کاؤ ٹیبل پر بیٹھے ہی دیکھا انہیں۔“ وہ اس کے مکان محلے سے بچنے کی خاطر دروازے کے پاس جا کر بولی۔

”نہر جا۔“ امین وانت جیسی اٹھی تھی اور وہ جلدی سے دروازہ کھول کر باہر نکل گئی تھی۔

صبح امین کی گاڑی کا بارن سن کر دو نوٹ منہ میں

ٹھوسٹی کر سی سے اٹھی۔

”روزانہ جاتے وقت بھاگ دوڑ پھرتی ہو۔ جلدی کیوں نہیں اٹھتیں۔ ناشتا بھی ڈھنگ سے نہیں کیا۔“ مٹی کے پیالے کے آگے چائے کا کپ رکھتے ہوئے اسے ٹوکا تھا۔

”سوئیٹ مٹی باقی پیکچر شام میں۔ اس وقت دیر ہو رہی ہے۔“ وہ بیک کڈھے پر ڈالتے ہوئے بولی۔

”میری تو ہر بات ہی پیکچر ہے۔“ وہ پارا لنگی سے بولیں۔ وہ ان کے گلے میں پائیس ڈال کر مسکراتے ہوئے بولی۔



"آپ ناراض ہوں گی تو میرا سارا دن برا گزرے گا۔"

"اچھا اچھا اب یہ ڈرامے مت کرو۔ جاؤ ایمن انتظار کر رہی ہو گی۔" وہ اس کے بازو ہلاتے ہوئے بولی تھیں۔ "پاپا، میں اپنی بیٹی کے جھگڑنے میں خاموش تماشائی بنے مسکراتی رہتی تھی۔ مگر پاپا کو خدا حافظ کہتی وہ باہر نکل آتی۔"

"آج پھر تمہاری وجہ سے دیر ہو گی۔ پتا ہے ماں وہاں وہ موصوف ویسے ہی سفارشی سمجھ کر ہمارے ساتھ کیسے بی بیہ کرتے ہیں۔" ایمن نے اسے گھورا تھا۔

"چھوٹی یاد رہیں کون سا کوئی گھر چلانے کے لیے نوکری کرتی ہے۔ زیادہ کچھ نہیں کہے تو کھری کھری سنار اسی وقت وہاں سے اٹھ جائیں گے۔" وہ لاپرواہی سے بولی۔

"یہ مذاق کی بات نہیں ہے۔ Internship کے 180 گھنٹوں کے بغیر ہمیں ڈگری نہیں ملے گی۔ ہر چیز کے بارے میں اتنا کیئر لیس ہو کر مت سوچا کرو۔" وہ اس سے یہ شکایت صرف ایمن ہی کو نہیں بلکہ مٹی پاپا، اندیلا، اور حنا کو بھی تھی۔ حنا جو اس سے صرف دو سال بڑی تھی اکثر بڑی سنجیدگی سے سمجھایا کرتی۔

"زندگی کے بارے میں تمہارا رویہ بہت غیر سنجیدہ ہے۔ خود کو تبدیل کرو۔ زندگی کے لیے تمہارے کچھ مقاصد ہونے چاہئیں۔" اور وہ اس کی ان نصیحتوں کو ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکل دیا کرتی تھی۔

وہ اکثر ایسی ہی باتوں کے جواب میں کہا کرتی۔

"بھئی میرا مانو ہے کہ زندگی زندہ رہنے کا نام ہے لہذا تم لوگ مجھے میرے خیال پر چھوڑ دو۔" پاپا گلا شور مچاتے اور ہنگامہ پروری اس کی طبیعت میں شامل تھا۔ ایمن سے اتنی زیادہ دوستی کا سبب بھی عادتوں کی یہ مماثلت ہی تھی۔ مگر ایمن اس کی طرح اتنی لاپرواہ اور بے نیاز نہیں تھی۔ شوخی و شرارت کے ساتھ ساتھ اس کے پاس اپنی آنے والی زندگی کے لیے واضح لائحہ عمل موجود تھا۔ اسکول، کالج اور پھر یونیورسٹی انہوں

نے تمام تعلیمی مدارج ایک ساتھ طے کیے تھے۔ پاپا اسے انجینئرنگ کروانا چاہتے تھے۔ وہ خود سول انجینئر تھے۔ انہیں کے کہنے پر اس نے انٹر میں بی بی انجینئرنگ لے لی تھی۔ جبکہ ایمن نے آئرس کے مضامین لیے تھے۔ اسے سائنس کے مضامین بالخصوص میتھس میں کوئی دلچسپی نہیں تھی مگر وہ اس کا مست ملنگ اور لاپرواہ انداز کہ "پچھتہ پچھتہ" دھناتا ہے چلو یہی سی۔ "تب حنا کی شادی نہیں ہوئی تھی وہ اسے ٹوٹی "جب تمہاری دلچسپی نہیں ہے تو کیوں بے کار میں اپنی انہی بی بیہ کر رہی ہو۔" مہیجک پہنچ کر وہ خواہ مخواہ ٹل دیں ہوتی تھیں تو ایمن لوگوں کو شرمندگی اٹھانے پر تے کی۔

"گرتے ہیں شہر سواری میدان جنگ میں۔" وہ شرارت سے گفتگو کرتی اور حنا سر پیٹ کر رہ جاتی۔ وہ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ پاپا کو خود ہی اندازہ ہو گیا کہ ان مضامین میں وہ طے والی نہیں تو اس کے سبب کچھ پہنچ کر واسیے۔ اُنہ کے بعد اس نے ایمن کے ساتھ ہی آئرس میں ایڈمیشن لے لیا تھا۔

ماس کیو نیکیس میں ماسٹر نے اسے اس کے علاوہ اور کوئی کشش نہیں تھی۔ وہ ایمن کے ساتھ ساتھ تھیں۔ اس کے آئرس کے دوران ہی حنا کی شادی ہو گئی تھی۔ ندا پاپی تو اس کے اسکول کے زمانے ہی میں بیٹا کھر سہ چار چلی گئی تھی۔ اب گھر میں صرف وہ مٹی اور پاپا ہی رہ گئے تھے۔ وہ انوں ہی نے ماسٹر میں ایڈورٹائزنگ کے کورس کا انتخاب کیا تھا۔ ایمن کے ماسوں نے اسے کہا کہ ان کے کوئی چاہنے والے اپنی ایڈورٹائزنگ انجینی چار رہے ہیں۔ وہ ان سے ان دونوں کی انٹرفیس کے لیے بات کریں گے فائل سسٹم کے ایگزیکٹوز کے دوران ہی ایمن نے یہ خوشخبری اس کے گوش گزار کر دی تھی کہ ماسوں نے ان کے ساتھ بات کر لی ہے اور پیپر زسٹ فارغ ہوتے ہی ان کے ساتھ جانا ہے۔

جنس روز آخری پیپر تھا اس سے اگلے ہی روز

ایمن اور اس کے ماسوں کے ہمراہ دانیال سکندر کے روز پڑھائی تھیں۔ وہ تو ابھی امتحانوں کی تھکن کھانے کے موڈ میں تھی مگر ایمن نے اس کی ایک ٹیمن چلنے والی تھی۔ دانیال سکندر ان لوگوں سے بڑے بارش اور پروفیشنل انداز میں ملا تھا اور اگلے دن سے انہیں جو امن کرنے کو کہا تھا۔ ایمن کے ماسوں نے ان لوگوں کو بتایا تھا کہ وہ دانیال سکندر کو براہ راست ٹیمن بانٹتے وہ ان کے کسی کو ٹیکٹ کا فرسٹ گزن ہے۔ اسی نوالے سے ان کی بھی اس سے رسمی سی سلام دعا ہے۔

"ایڈیٹل ایڈورٹائزنگ" میں دانیال سکندر اور اس کے دوست معاذ علی خان کی فلفی فلفی پارٹنرشپ تھی۔ تقریباً چھ سال پہلے انہوں نے اپنی یہ انجینی اسٹیبلس کی تھی۔ دانیال سکندر تو پورا انعام اسی آفس دیتا تھا۔ جبکہ معاذ علی خان کے بارے میں ان لوگوں نے سنا تھا کہ وہ آفس کو فل ٹائم ٹیمن دیتا۔ تین چار گھنٹے آفس میں گزار کر چلا جاتا ہے۔ وہ کسی بہت بڑے گروپ آف نیوز پیپر کے مالک کا اکلوتا بیٹا تھا اور اپنا بقیہ نام وہ وہیں گزارا تھا۔ یہ ایڈ انجینی تو اس نے اپنی تخلیقی صلاحیتوں کو استعمال میں لانے کے لیے جو ان کی تھی۔ اسے اسٹیبلس کرنے کا بیانیہ دانیال بھی دانیال سکندر کا تھا اور دن رات ایک کر کے اسے ترقی اور کامیابی سے ہمکنار کروانے میں بھی زیادہ اگہ اسی کا تھا یہ اور بات تھی کہ معاذ ہر موقع پر اس کے ساتھ ساتھ رہا تھا سنا تھا کہ وہ بہت جینٹلس اور بہتہ تخلیقی صلاحیتوں کا مالک ہے۔ رامیہ اور ایمن دو بہن جو ان کے باج چھ روز ہو گئے تھے مگر اس دوران انہوں نے معاذ کو بھی نہیں دیکھا تھا۔

♥ ♥ ♥

ان دونوں کے علاوہ سال تین خواتین اور تھیں۔ ان میں ایک تو ریپیشنٹ تھی دوسری مسز عظمیٰ ظفر تھیں جو یہاں creative director تھیں اور انہوں نے ان دونوں کو ایمن کی supervision میں رکھا۔ پہلے روز ان دونوں کا ان سے تعارف کروانے

کے بعد وہ بلا تھا۔

"ان دونوں کو میں آپ کے حوالے کر رہا ہوں۔" آپ کو ایمن بہت اچھی طرح ٹرینڈ کرتا ہے۔ بالکل فرنیٹ بڑھ کر لگی ہیں یقیناً "بہت سے اچھے ٹیڈیازیہ آپ کو فراہم کریں گی۔ ان کی نئی اور تازہ سوچی اور منفرد خیالات سے فائدہ اٹھائیں۔" ان دونوں کے لیے عظمیٰ ظفر کے برابر والے کمرے ہی میں دو سیلوں کا دی گئی تھیں۔ اسی کمرے میں حصی اور ہماؤں بھی بیٹھا کرتے تھے۔ وہ دونوں انڈس ویلی اسکول کے گریجویٹ تھے اور یہاں سیکھے والوں کی حیثیت سے کام کر رہے تھے۔ دونوں سارا دن کمپیوٹر پر ڈیٹا مننگ میں مصروف رہتے۔ حصی بڑی خشک مزاج اور لیے لیے رہنے والی لڑکی تھی اس لیے ان لوگوں کی اس سے بڑے سیلو کی حد تک دوستی تھی۔ ہماؤں کی نیچر فرنیٹ تھی اور اس سے ان دونوں کی کب شپ ہو جایا کرتی تھی۔ زیادہ وقت ان دونوں کو عظمیٰ ظفر چھانے دیتی تھی۔

"پتا نہیں کب کب کے بدلے نکال دیں یہ ہم لوگوں سے۔ ہمارے آنے سے پہلے ان کا کام یہ ہوتا ہو گا۔ سارا کام تھیں اور مجھے سوئپ کر خود آرام سے پاؤں دانیال سکندر کے آفس میں بیٹھ جائیں گی یا فون پر ایسی ہی کالیں کریں گی۔"

اور اس کی بات پر ایمن ہنستے ہوئے سمجھانے کی کوشش کرتی۔

"بے وقوف اس میں ہمارا ہی فائدہ ہے۔ ہم اس طرح اپنی فیلڈ کے بارے میں جلدی اور بہت کچھ سیکھ جائیں گے اور لوگ تو نئے آنے والوں کو سکھاتے بھی نہیں ہیں۔ تو پھر بھی ہمارے ساتھ بہت کو آپریٹ کر رہی ہیں۔ ڈانٹ ڈپٹ کر ہی سہی سمجھا تو رہی ہیں اور فون پر وہ بے چاری کالٹنس کے ساتھ بات کر رہی ہوئی ہیں اور دانیال سکندر کے روم میں اپنے غلبہ پر جیکسٹ مسکسن کر رہی ہوئی ہیں۔"

"تمہیں بڑی اچھی لگ رہی ہیں وہ لاری دیکھیں سے ان کی "خود کو اگلے سے زیادہ" اچھی لگ رہی ہیں

ہندو پرست شیور ٹوٹی تو یہ کب کا کراس کر چکیں اور حرم میں ملاحظہ کی ہیں بے چاری کے ہر سوٹ میں کپڑا کم ہو جاتا ہے اور سارا زور بے چارے محصور کھٹے پر پڑتا ہے۔ چلو کوئی حسین نازک سی کمرہ تو بندہ اس کی گمانش کرنا اچھا بھی لگے یہاں تو کمرہ نہیں پورا کمرہ ہے۔

وہ بری طرح چڑ کر بولی تھی اور ایمن ان کمشنس پر سوائے ہٹنے کے اور کیا کر سکتی تھی۔

”صبح صبح دل خوش ہو گیا۔“ ایمن نے اپنی کرسی سنبھالتے ہوئے آہستہ آواز میں کہا تھا۔ ”اور اتنی بلند تھی کہ صرف برابر والی میز پر بیٹھی رامی ہی سن سکے۔ وہ ابھی ابھی دانیال کے کمرے سے آئی تھی۔

”کیا دیکھ آئیں مجھے بھی بتاؤ۔“ رامی بے چینی سے بولی تھی۔

”یار ہماری لگ واقعی بہت اچھی ہے۔ پاس اور سیکنڈ پاس دونوں ہی بے تحاشا بینڈ سم ہیں۔“ وہ چین اٹھاتے ہوئے بولی تھی۔

”اچھا تو آپ معاظلی خان کے دیدار کر کے آ رہی ہیں۔“ کیسا ہے وہ کیا دانیال سکندر سے زیادہ بینڈ سم ہے۔“ رامی اپنا سب کام پھوڑ چھاڑ ایمن کی طرف متوجہ ہو گئی تھی۔

”زیادہ کم کا تو نہیں پڑا۔ ویسے ہائٹ دانیال سے تھوڑی زیادہ ہی لگ رہی تھی اور کیا انجلیٹ کی طرح اسٹونک ہائی ہے۔ پہلی نظر دیکھ کر میں سمجھی کہ شاید کوئی ہڈل ہے۔ وہ تو جب دانیال نے تعارف کروایا تو بتا چکا کہ وہ معاظلی خان ہیں۔ یار اس بندے کو ہڈنگ کرنی چاہیے مگر وہ اے میں جلیٹ مارک کے ایدے میں کسی نہ کسی میں ضرور کرنی چاہیے۔“ ایمن اس کے شوق کو ہوا دے رہی تھی۔

”تو واقعی وہ اتنا بینڈ سم ہے۔ ایسے ہی کمشنس تم نے پہلی مرتبہ دانیال کو دیکھتے کے بعد گھر جا کر دیے تھے۔“ رامی کی بات پر ایمن بڑی سنجیدگی سے بولی۔

”اوہ لوں اپنی اپنی جگہ اچھے ہیں۔ میں ٹبرنگ نہیں

کپڑا رہی۔“

”چلو تو نمبروں کا فیصلہ میں کر دیتی ہوں۔“ وہ کرسی سے اٹھتے ہوئے بولی۔

”پاکل ہو گئی ہو۔ وہاں وہ لوگ کسی میٹنگ میں مصروف ہیں۔ مجھے تو انہوں نے خود بلوایا تھا۔ تم خود اٹھو اندر بیٹھے جاؤ گی۔“ ایمن نے اسے روکنے کی کوشش کی تھی مگر وہ رامی ہی کیا جو کسی کی من لے ایک دلچھ کوئی بات دل میں آئی تو بولتی۔

”ہائٹ کھاؤ گی۔ جاؤ میرا کیا ہے۔“ ایمن نے اسے روڑاڑے کی طرف بدھتے دیکھ کر ہنسنے سے گھٹا تھا اور وہ لا روٹلی سے اس کی بات سنتی باہر نکلتی تھی۔ اس کی قسمت اچھی تھی یا ایمن کی دعا میں کام آئی تھی کہ بغیر کمرے میں جاسے وہ ”ویدار“ سے نہیں بچا ہو سکتی تھی۔ دانیال، معاظ اور مسز ظفر ایک ساتھ اسی طرف آ رہے تھے۔

”معاظ! مس رامی کمال ہیں۔ مس ایمن سے تو تم مل رہی تھو۔ ان دونوں کے انٹرنشپ کے لیے یہاں ہوائن کیا ہے اور مس رامی یہ معاظلی خان ہے۔ میرا سٹ فرینڈ اور بڑا سہارا ہے۔“

دانیال نے تعارف کی رسم ادا کی تھی۔ جواب میں وہ بندہ ”ہیلو ٹومسٹ یو۔“ کہتا بڑے تحلف سے تھوڑا سا مسکرایا تھا اور اسے جواب کی مہلت دے بغیر دانیال سے کسی نئے لڑکے بارے میں بات کرنے لگا تھا۔ اسے اپنا یہاں کھڑا ہونا ایک دم بیکار محسوس ہوا تو واپس اپنے کمرے میں آگئی جتنا اچھا اثر اسے دیکھ کر پڑا تھا اتنی ہی برا اس کا اسٹائل دیکھ کر پڑا تھا۔

”کھلی ہائٹ۔“ ایمن نے اسے آگے دیکھ کر کہا تھا۔

”ہائٹ کھائیں میرے دشمن۔“ آپ کے ان لالچوں کو دیکھ کر آدمی ہوں۔“ وہ جمل کر بولی تھی۔ ایمن اس کے انداز پرچہ ان ہوتی ہوئی بولی۔

”کیوں نہیں وہ بینڈ سم نہیں لگا۔“

”بینڈ سم تو خیر ہے۔ مگر اتنا بھی نہیں ہٹنا تم چاہا رہی تھیں۔ دانیال سکندر اس سے زیادہ بینڈ سم اور اس سے کہیں زیادہ اچھے دل والا بھی۔“

مصوف ایک دم ہٹاؤں لگے۔ ذریعہ سختی خود کو بڑی پوز کرنا۔ ”وہ اپنی ٹاپینڈی کا واضح اظہار کرتے ہوئے بولی۔

معاذ کے بارے میں اس نے پہلی ملاقات میں جو رائے قائم کی تھی وہ مزید خراب محض اگلے ہی روز ہو گئی۔ وہ بڑے اٹھناک سے اپنے کام میں مصروف تھی جب مسز ظفر نے اسے انٹرکام کیا۔

”مس رامی! اہل جو میں نے آپ کو فائل دی تھی وہ لے کر آئیں پلیز۔“ ان کا پیغام سننے ہی وہ فائل کی تلاش میں نظریں دوڑانے لگی۔ بسکٹ پٹانے والی ایک بیٹی اپنی بیٹی پر روکٹ لاؤنچ کروا رہی تھی اور اس کام میں وہ مسز ظفر کی معاونت کر رہی تھی۔ اسے اچھی طرح یاد تھا کہ کام مکمل کر کے اس نے فائل بڑی احتیاط سے اپنی دراز میں رکھی تھی مگر اب اس کا کہیں نام و نشان نہ تھا۔ وہ شدید پریشانی کے عالم میں فائل تلاش کر رہی تھی جب مسز ظفر نے دوبارہ انٹرکام کیا ”کیا کر رہی ہیں آپ اتنے سے کام میں اتنی دیر لگا رہی ہیں۔“ کا سخت آئے بیٹھے ہیں۔“ وہ فائل سے بولی تھیں۔

”وہ مسز ظفر فائل پر نہیں میں نے کہاں رکھ دی۔“ مجھے مل نہیں رہی۔“ وہ اٹھتے ہوئے بولی تھی اور جواب میں ان کی خاموشی شاید سامنے بیٹھے کا سخت کی وجہ سے رہی ہوگی۔ ایمن بھی اپنا کام چھوڑ کر اس کے ساتھ فائل ڈھونڈنے میں مصروف ہو گئی تھی اور ساتھ ساتھ اسے برا بھلا بھی کہتی جا رہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد معاظ نے اسے اپنے آفس میں طلب کیا تھا۔ ہون کی زبان یہ پیغام سن کر اس سے زیادہ ایمن پریشان ہو گئی تھی۔

”وہ محو غلطی تمہاری ہے۔ اگر وہ کچھ کہیں تو چپ چاپ سن لینا جواب دینے مت کھڑی ہو جانا۔“ وہ اس سے التجائیہ انداز میں بولی تھی ”وہ معاظ کے کمرے میں داخل ہوئی تو وہ کسی سے فون پر بات کر رہا تھا۔ سامنے مسز ظفر بھی بیٹھی ہوئی تھیں اسے دیکھ کر انہوں نے بہت برا منہ بنایا تھا۔ اسے اشارے سے بیٹھنے کے لیے

کہتا وہ ہنوز گھٹلو میں مصروف تھا۔ اپنی تمام پوزیشنیں کے باوجود تھوڑا تھوڑا ڈرتا تو اسے لگ ہی رہا تھا۔ شاید اپنی غلطی کا احساس ہو رہا تھا اس لیے فون بند کر کے وہ اس کی طرف متوجہ ہوا۔

”کچھ احساس ہے آپ کو آج آپ نے کیا حرکت کی ہے۔“ وہ برہمی سے گویا ہوا تھا۔

”جو محض ایک فائل سنبھال کر نہ رکھ سکے اس پر کیا بھروسہ کیا جاسکتا ہے آپ کا کیا خیال ہے آپ کا رویہ کسی پیشہ ورانہ انسان کا رویہ لگ رہا ہے۔ کم سے کم مجھے تو نہیں لگ رہا۔ پیشہ ورانہ ایسے نہیں ہوتے۔“ وہ جی چلا نہیں رہا تھا۔ آرام سے بات کر رہا تھا مگر انداز بہت براہم اور ناراضگی لے ہوئے تھے۔ وہ اپنی عادت کے برخلاف چپ چاپ سر جھکائے بیٹھی تھی۔

”معاذ میں نے تو صرف دانیال کے کہنے پر کر دیا ہے۔“ انہیں کام سنبھالنے سوچ کر فائل دے دی تھی کہ اس پر میرے ساتھ کام بھی کر دائیں اور دیکھیں کہ کام کس طرح ہوتا ہے۔“ مسز ظفر نے ایک سخت لگاؤ اس کی طرف ڈال کر معاظ کو مخاطب کیا۔

”تب کو بھی سوچ مجھ کو چلنا چاہیے۔ کام سنبھالنے کا یہ مطلب بھی نہیں کہ آپ کسی قیدیہ دار محض کو اتنی اہم فائل دے دیتیں۔“ وہ ان کی بات کے جواب میں بڑے خشک اور روڈ انداز میں بولا تھا اور اس کی بات پر مسز ظفر کام نہ مزید پھول گیا تھا۔

”اگر ایسے ہی چلتا رہا تو ہو چکا کام۔ آپ لوگ تو ہٹا بنایا آج خراب کر دیں گے۔ مارکیٹ میں تنگنا سخت مقابلہ ہے۔ اس پر اگر ہم لوگ اس طرح اپنے کھڑکھٹس کے ساتھ ڈبل کرنے لگے تو کون آئے گا ہمارے پاس اگلا ٹکٹ کے پاس جب ہم سے بہتر جو اس موبور ہوگی جہاں اس کا کام وقت پر اور زیادہ اچھی طرح ہوگا تو وہ یہاں خوار ہوئے کیوں آئے گا۔“ وہ اپنے سامنے بیٹھی دونوں خواتین سے بہت پریشانی اور روڈ انداز میں بولا تھا۔

”بہر حال میں نے ابھی تو انہیں بھیج دیا ہے۔“

تین بچے کا نام لے ہوا ہے ان کے ساتھ میٹنگ کے لیے مجھے فائل ایک گھنٹے کے اندر اندر اپنی نہیں پر چاہیے۔" اب کے مخاطب صرف وہ تھی۔ اس کا وہ لوگ آسانی سخت اور بے لگ انداز سے سر بھی نہیں اٹھانے سے رہا تھا۔

"ایسا ہوا ایسا انہوں نے تمہیں ڈانٹا۔" اسے اندر آتا دیکھ کر ایمن بے تابی سے اٹھ کھڑی تھی۔ وہاں اور حملی بھی اوجھری متوجہ تھے۔

"ایک گھنٹے کے اندر فائل وصول کرنے کا انہی میٹنگ ہوا ہے۔" وہ حملی اور وہاں کی وجہ سے خود کو نارمل پوز کرتے ہوئے بولی تھی۔ ایمن نے مزید کچھ پوچھنے کا ارادہ ہٹوتی کرتے ہوئے اس کے ساتھ دوبارہ فائل کی تلاش شروع کر دی تھی۔

"ارے یہ کیا ہے۔" ایمن اس کی ٹیبل کے کونے میں دو تین کتابوں کے پیچھے دلی ایک فائل نکالتے ہوئے بولی تھی۔

"یہی تو ہے اور نہیں نکس گاؤ۔" رامیہ نے سکون کا سانس لیا تھا اور ایمن نے اسے بری طرح گھور کر دیکھا تھا۔

"تم بھی نہیں مدد کرو گی۔ یہ اس طرح یہاں رکھنے کی چیز تھی۔ حد سے لاپرواہی کی۔" وہ اس کی بات ان سنی کر کے معاذ کے کمرے میں آئی تھی۔ دروازہ کھلا ہوا تھا اس لیے وہ ایسے ہی اندر آ گئی۔ وانیال اور وہ بیٹھے کسی بات پر قہقہہ لگا کر ہنس رہے تھے۔

"دوسروں کو مصیبت میں ڈال کر خود قہقہہ لگا رہے ہیں۔" اس نے جمل کر سوچا۔ اسے دیکھ کر دونوں چپ ہو گئے تھے۔

"فرمایا ہے۔" وہ سنجیدگی سے بولا تھا۔ جواب میں کچھ کہنے کے بجائے اس نے فائل اس کے سامنے رکھ دی تھی۔

"مل گئی یہ؟" رامیہ کا دل چاہا کہ "نہیں ابھی ڈیویڈ ری ہوں۔ مل گئی ہے تب ہی سامنے رکھی نظر آ رہی ہے۔"

"ٹھیک ہے آپ جاکیں۔" وہ ایک نظر اس پر ڈال

کر بولا تھا۔ وانیال شاید اس تمام قصے سے لاعلم تھا اس لیے خاموشی سے دونوں کو دیکھ رہا تھا۔ وہ جس خاموشی سے آئی تھی ویسے ہی نکل بھی گئی تھی۔

"اگر عاید ناموں کا خیال نہ ہوتا تو میں اچھی طرح موصوف کا فاع درست کر دیتی۔" وہ چپچی کا سپ لیتے ہوئے بہت برا منہ بنا کر بولی تھی۔

"چوری اور سینہ زوری اسے ہی کہا جاتا ہے۔ انہوں نے تمہیں کچھ غلط تو نہیں کہا۔ غلطی ہر ماں تمہاری تھی۔" ایمن کی بات اسے بری طرح تپا کئی تھی۔

"میری دوست ہو کر تم میرے خلاف بول رہی ہو۔"

"اپنے اندر برداشت پیدا کرو اور اب اس قصے کو ختم کرو۔" ایمن نے فروٹ سیٹھ کھاتے ہوئے کہا۔

"میں جانتی ہوں کہ وہاں جانا۔ میں تو کل سے نہیں جانے کی۔ یہاں نہیں آؤں تو مجھے کیا ہیں۔ یہ مجھے منہ بات تو کرتے نہیں ہیں۔ اتنے دن بھی صرف تمہاری وجہ سے برداشت کیا ہے۔ خود کو کوئی بہت اونچی شے سمجھتے ہیں موصوف بن کر سر کا کر سکتے ہیں۔

وہاں اڑاتے اور عالی شان گاڑیوں میں بیٹھ کر وہ لوگ کوئی بہت بڑا لڑکا سمجھتے ہیں اور ہم بے چاری تو ان کی غریب غریب نظر آتے ہیں۔ سمجھتے ہوں گے بے چاری غریب سخی لڑکیاں۔ تو بھی کہیں گے چپ چاپ سن لیں گی۔ میرے پیلا کی ڈورنگ دیکھیں تو دنگ رہ جائیں گے۔ خود کو تو ٹکر میسنس تک نہیں ہے۔" وہ کھانا ڈال

پھوڑ کر مسلسل بولنے میں مصروف تھی۔ ایمن اس کے بچے ہوئے انداز پر ہنس پڑی تھی۔ وہ اس سے واپسی میں رامیہ کو ڈراپ کر کے کھانے کے بجائے اس کے ساتھ ہی اندر آئی تھی اور اب ایسے اس بات پر آمادہ کرنے کی کوششوں میں مصروف تھی کہ وہ اتنی سی بات پر سب چھوڑ چھاڑ کر گھر نہ بیٹھے۔

گھنٹوں کی مغرب باری کے باوجود وہ اسے فائل کرنے میں ناکام رہی تھی۔ وہ دونوں لاؤنچ میں آئیں تو وہاں بیٹھنے والی دیکھ رہے تھے۔

"کیا مسئلہ ہو گیا ہے بیٹا؟" وہ شاید ان لوگوں کی تھوڑی بہت گفتگو سن چکے تھے۔ ان کے پوچھنے کی وجہ تھی۔ ایمن اسے بولنے کا موقع دے بغیر نان اسٹاپ شروع ہو گئی تھی اور تمام قصہ من و عن سنایا تھا۔

"مصلحتی تو بیٹا آپ سی کی ہے اور انہوں نے آپ کو مجازاً تو کچھ نہیں کہا۔ اپنے اندر برداشت پیدا کریں۔ ہاں یہ میں بھی نہیں کہوں گا کہ کسی کی غلط بات سن کر آجائیں۔ جہاں آپ کو ہتا ہو کہ میں حق پر ہوں تو وہاں اپنی بات پر ڈٹ جائیں سامنے والے کو ایک کی چار ستائیں۔" بیٹا کی بات کا انسانی حصہ مٹی نے بھی سن لیا تھا۔

"آپ اور اسے شہ دین۔ پہلے ہی یہ کون سی کم ہے۔ خاندان بھر میں ہر ایک کی کھانا پھرنا ہے کہ عبا نے اپنی بڑی بیٹیوں کی تو بہت اچھی تربیت کی ہے۔ یہ چھوٹی ہری مچھ پنا نہیں کس پر بھی گئی ہے۔" وہ ہراسا منہ بنا کر بولی تھی۔

"ہاں وہ اللہ میاں کی کا سے خدا دادی اور اخلاقیات کی مادی مثال ہے۔ آپ کو اچھی ہی لگے گی۔ منہ پر کسی کو جواب دینا تو نہیں۔ اگر بعد میں آکر آپ کے سامنے اپنے دل سے روٹی ہیں مٹی خال تو کی ساس بن گئی ہیں خالہ بیٹا جی کا رشتہ تو جیسے ختم ہو گیا۔" وہ حنا کے کچے

میں انھیں امارتے ہوئے بولی۔ بیٹا اور ایمن اس کے انداز پر ہنس پڑے تھے جبکہ مٹی مزید غصے میں آ گئی تھی۔

"تمہاری ہونے والی ساس سے تو مجھے ابھی سے بد روٹی ہے۔" وہ ہارائشی سے بولی تھی۔

"آئی وہ بے چاری تو جس دن یہ پیدا ہوئی ہوگی اسی دن بدبخت سے مرنے والی ہو گی۔" ایمن نے غصہ دیا تھا اور وہ بیٹا کی موبوڈی کا ہاتھ کرتے ہوئے خاموش رہی تھی۔ ورنہ ایمن اور اپنی ہونے والی ساس کی شان میں

ٹھیک ٹھاک قصیدہ خوانی کرتی۔ کیونکہ تمام بات ایمن کی وجہ سے بیٹا کے علم میں آچکی تھی لہذا اب وہاں نہ جانے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔ وہ اگلے روز خود پر

بوجھ کر کے آئیں آئی تھی۔ وانیال نے اسے اور ایمن

کو اسے کمرے میں بلوایا تھا۔

"کیسا لگ رہا ہے آپ لوگوں کو یہاں رہنا۔" انہوں نے ہاں کا ماحول کام کرنے کا طریقہ کار آپ لوگوں کو کوئی شکایت تو نہیں۔" وہ بڑی سنجیدگی سے دریافت کر رہا تھا ان دس دنوں میں یہ پہلا موقع تھا۔ وہ ان لوگوں سے اس طرح بات کر رہا تھا۔ ورنہ انھیں مسز ظفر کے سپرد کرنے کے بعد وہ ان دونوں سے تقریباً "لا تعلق ہی ہو چکا تھا۔

"یہاں کا ماحول بہت اچھا ہے اور ہمیں یہاں رہنے کو بھی بہت کچھ مل رہا ہے۔" ایمن فوراً "ہوئی تھی۔ وانیال اس کے بعد فیملی سے متعلق ان لوگوں سے بات کرنے لگا تھا۔ رامیہ تمام گفتگو کے دوران خاموش رہی تھی۔

"میں رامیہ! بہت چپ ہیں۔" وہ مسکراتے ہوئے بولا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ جواب میں کچھ کہتی معاذ اندر داخل ہوا تھا۔

"اسلام علیکم۔" وہ مشترکہ سب پر سلامتی بھیجنا کر ہی منہ چکا تھا۔

"آپ لوگوں کا رزٹ تو ابھی نہیں آیا تھا۔" معاذ کے سلام کا جواب دے کر وہ دوبارہ ان دونوں کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

"نہیں ابھی نہیں آیا۔" جواب پھر ایمن ہی نے دیا تھا۔

"ایسا ارادہ ہے خالی فرسٹ ڈویژن آرہی ہے یا کوئی پوزیشن وغیرہ بھی۔"

بھی اس کی طرف پوزیشن میں صرف ۵ نمبر ہی کم رہ گئے تھے۔ "ایمن کی اس غلط بیانی پر وہ اسے غور کر رہی۔ درج دی سنٹ مزید وہاں بیٹھ کر وہ دونوں واپس اپنے کمرے میں آ گئی تھیں۔

مٹی تم چپ گھنٹوں کی طرح بیٹھی تھی۔ وہ کبھی کسی چیز کی طرح زبان چلاتی ہے اور وہاں سے کبھی کبھی جابجیے تھا وہاں چپ شاد لاؤنچ کے لڑکی تھیں۔ ایمن نے اسے کمرہ کا

"جن لوگوں سے میرا بات کرنے کا دل نہیں چاہتا میں نہیں کرتی اور تم نے وہاں وہ فضول کہاں کیوں کی تھی۔" وہ چڑکری ہوئی تھی۔

"یار صرف تمہارا اچھا امپریشن دلانے کے لیے تاکہ ان لوگوں کو پتا چلے کہ ان کے سامنے ایک پوزیشن ہولڈر لڑی بیٹھی ہے اور ویسے بھی 50 اور 50 میں صرف ایک ذریعہ کا فرق ہے۔" امین شرارتی مسکراہٹ چہرے پر لیے ہوئی اور رامیہ غصے کے باوجود ہنس رہی تھی۔

اگلے روز وہ اپنے نارمل موڈ میں تھی۔ اسے جتنی جلدی غصہ آیا کرتا تھا اتنی ہی جلدی آتا بھی جاتا تھا۔ وہ غصے کی چیز تھی، تحمل اور برداشت ہم کو بھی نہیں تھا مگر امین کو اس کی یہی بات سب سے زیادہ پسند تھی کہ وہ دوسروں کی طرف سے فوراً دل صاف کر لیا کرتی تھی۔ لڑائی جھگڑا کیا برا بھلا کہہ دو اور بعد میں بالکل نارمل۔ ایسے جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔

وہ اور امین مسز ظفر کے کمرے میں بیٹھی تھیں جب کسی کام سے وانیال بھی وہیں آ گیا۔ امین دیکھ کر وہ گرجو جی سے مسکراتا ہوا مسز ظفر سے مخاطب ہوا۔

"اور سنائیں مسز ظفر دونوں معزز خواتین کیسی جا رہی ہیں۔" جواب میں وہ امین کے ساتھ ساتھ رامیہ کے بارے میں بھی اچھی رائے دینے پر مجبور تھیں۔ اس نے اس روز کے بعد سے بڑی سنجیدگی اور توجہ سے کام کرنا شروع کر دیا تھا۔ اس میں بہت بڑا ہتھ پاپا کا بھی تھا جنہوں نے اسے خود کو اپنے کام کے ذریعے منوانے اور اپنی اہمیت دوسروں کے سامنے بڑھانے پر کافی سیر حاصل کر چکا تھا۔

"دیر ہی گزرتی ہے لیکن دل لگا کر کام کریں۔" وانیال ان کے سہمے کے جواب میں ان دونوں سے مخاطب ہوا تھا۔ عاشق مرزا صاحب کی انٹری پر وہ جو بڑی سنجیدگی سے بیٹھی پہلے مسز ظفر اور اب وانیال کے کہنشن سن رہی تھی ایک دم سر جھکا کر اپنی مسکراہٹ چھپانے کی کوشش کرنے لگی۔ یہ عاشق مرزا صاحب بھی بڑے مزے کی چیز تھے۔

شروع شروع میں ایک دو بار امین نے بزرگ سمجھتے ہوئے ان سے ذرا زیادہ ہی بات کرنی تو وہ پتا نہیں کس غلط فہمی کا شکار ہو گئے اور اب روزانہ تین چار پیکران کے سیکشن کے ضرور لگایا کرتے حالانکہ وہ اکاؤنٹس کے شعبے میں تھے مگر اپنا کام کانچھو ڈکر اکثر امین کے پاس آکر بیٹھ جایا کرتے تھے۔ امین ان کی حرکتوں پر چڑنے کے باوجود انہیں کچھ کہہ بھی نہیں سکتی تھی۔ اپنے ڈیڈی کی اتباع کے بندے کو خود میں انٹر سٹوڈیو کر دیا رامیہ کے مذاق کا خوب ہی نشانہ بنتی تھی۔

"آئیے عاشق صاحب شریف رکھیے۔" وانیال خوش اخلاقی سے بولا تھا۔

"ہاں ہر اتنا زبردست موسم ہو رہا ہے۔ اس ہرے موسم میں تو گرنا گرم سموتے ہوئے چاہئیں۔ کیوں میں امین۔" ان کی اس بات پر رامیہ نے جھل کے نیچے سے امین کو ٹانگ ماری تھی۔ ان کے مس امین میں اتنی مٹھاس ہوئی کہ رامیہ سے ہنسی روکنی مشکل ہو جاتی تھی۔ امین زبردستی مسکرا کر بولی تھی۔

"جی ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ۔" رامیہ کی طرف دیکھتے سے وہ قصداً "گریڈ" کر رہی تھی۔ انہوں نے فوراً بیون کو بلا کر سموتے اور چائے لانے کو کہا تھا۔ رامیہ نے امین کو دوبارہ ٹانگ ماری تو وانیال نے قہر سے اس کی طرف دیکھا۔ پہلی مرتبہ اس کی ٹانگ لٹنے کو تو وہ غلطی سمجھ کر نظر انداز کر گیا تھا وہ دوسری روکنے کی کوشش میں بے حال ہوئی امین کی طرف دیکھ رہی تھی۔ عاشق صاحب بظاہر سب کے ساتھ ہاتھیں کرتے گاہے بگاہے ایک پیار بھری نظر امین پر بھی ڈال لیتے تھے۔

"ایکسکوز می میں ابھی آتی ہوں۔" ہنسی بہ بالکل ہی برداشت سے باہر ہوئی تو وہ فوراً مقصدت کرتی باہر نکلی تھی۔ reception پر داخل ہوا تھا وہ وہاں صوبے پر بیٹھ کر بیٹھنے لگی تھی۔ کسی سے فون پر بات کرتی ڈرائے اسے تعجب سے دیکھا تھا۔ شے شے آنکھوں سے پانی نکلنے لگا تھا۔ آتش میں داخل ہونا معاذ اسے ایسے بے وقوفوں کی طرح بیٹھ دیکھ کر

لہلہک کر رہ گیا تھا۔ اسے دیکھ کر ایک دم رامیہ کی ہنسی کو بریک لگ گیا تھا۔

"اسلام علیکم۔" وہ سنجیدہ ہو گئی تھی۔

"وعلیکم سلام" غریبیت سے پریشان آپ طبیعت و فیرو ٹھیک ہے۔" وہ اس کا طنز سمجھ گئی تھی۔

"جی الحمد للہ غریبیت ہے۔ امین نے پر سوں مجھے ایک سوک سٹایا تھا اسی پر ہنس رہی تھی۔"

"ماشاء اللہ بڑی ذہین ہیں آپ۔" وہ طنز انداز میں اسے جواب دیتا اپنے کمرے میں چلا گیا تھا اور وہ پراسا منہ بتائی واپس امین و فیرو کے پاس جا کر بیٹھ گئی تھی۔



امین اور رامیہ لچک کرنے کے ایف سی آئی تھیں۔ آفس سے قریب ہونے کی وجہ سے وہ دونوں اکثر بیچ میں کیا کرتی تھیں۔ دونوں ہی فاسٹ فوڈ پر بالخصوص کے ایف سی اور میک ڈونلڈ کی ڈوبالی تھیں۔ لچک ٹائم ہونے کی وجہ سے بے تحاشا رشتہ تھا۔ وہ دونوں اپنا meal کھاتے جلدی سے خالی نظر آتی ایک ٹیبل کی طرف بھاگتیں۔ دونوں ہی نے اپنی پیمپل ٹیبل پر بیٹھے وانیال اور معاذ کو نہیں دیکھا تھا۔

"خیر و اب اگر تم نے مجھے ان بڑے میاں کا نام لے کر جھڑپ میں نہیں لے کر دیں گی۔" امین نے بیٹھنے کے ساتھ ہی رامیہ کی کسی بات کے جواب میں کہا تھا۔ رامیہ اس کے چڑچڑے انداز پر ہنس رہی تھی۔

"کوئی ڈھنگ کا بندہ تو پسند کرتا نہیں ہے۔" یونیورسٹی میں بھی جھگڑا ماری اور اب آفس میں بھی عاشق میں کسی رومانٹک ٹائل کی تصویر دیکھ رہی تھی۔ جس پر اس کے ہنڈسم اور اسارت پاس پہلے ہی دن مہیاں ہو جاتے۔ یہاں تو پاس رہی باتوں کے علاوہ منہ ہی نہیں دگاتے۔ وہ اپنی پلیٹ میں کچا اپ ڈالتے ہوئے بیٹھ دیکھ بھرے انداز میں بولی۔

"کیا بتا وانیال پہلے سے شادی شدہ ہوں اور نہ اتنی خوب صورت لڑکیوں کو کون آنور کر سکتا ہے۔" رامیہ

نے اسے تسلی دینے کی کوشش کی تھی۔ اس کے خوب صورت لڑکیاں گئے پر وانیال اور معاذ دونوں ہی ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر ہنس دیے تھے۔

"کوئی نہیں شادی شدہ نہیں نے مایوں سے پوچھا تھا۔" امین نے اس کی بات رد کر دی تھی۔

"تم نے مایوں سے یہ بات پوچھ لی۔ تمہیں شرم نہیں آتی۔" رامیہ برگر واپس پلیٹ میں رکھ کر حیرانی سے بولی تھی۔

"بھئی باتوں باتوں میں۔ انہی پاگل بھی نہیں ہوں۔" امین نے بڑے مزے سے جواب دیا۔ "ویسے معاملہ کچھ کچھ پچھ پچھ رہا ہے۔ مایوں سے انکار میں بھی حاصل کرنی لگیں اور مجھے پچھ نہیں۔" رامیہ کی بات پر وہ پراسا منہ بنا کر بولی۔

"تمہیں کچھ بتانے کا فائدہ۔ کون سا شخص میرے لیے کچھ کرنا ہے۔ لوگوں کی اتنی اچھی اچھی فریڈز ہوئی ہیں۔ ایک تم ہو ایک دم بکواس۔" امین نے اسے غیرت دلانے کی کوشش کی تھی۔

"جیسا تمہارے پر دین خیالات آج ہی آئی کو جا کر بتاؤں گی اور کموں کی جلدی سے کچھ انتظام کریں لڑکی باتوں سے نکل رہی ہے۔" رامیہ نے اسے دھمکایا تھا۔

"ہاں تم سے اور امید بھی کیا کی جا سکتی ہے۔" وہ بھی کر بولی تھی وانیال اور معاذ ان دونوں کی باتوں پر مسکراتے وہاں سے اٹھ گئے تھے۔ وہ اپنی کن ٹرائیڈل میں مصروف تھیں دیکھ نہیں پاتی تھیں۔

"اگلا دن اپنے ساتھ بہت سی انوکھی باتیں لایا تھا۔ امین کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اس لیے وہ نہیں آئی تھی۔" رامیہ کو سچ بتاتے آفس ڈراپ کیا تھا۔ گھر میں وہ سری گاڑی موزوں تھی اسے ذرا نیوٹنگ بھی آتی تھی مگر مری اسے ایسے گاڑی ڈرائیو کرنے کی اجازت بھی بھی نہیں دیتی تھیں۔

"گاڑی تمہارے حوالے کر دی تو میں تو سارا وقت مصلے پر بیٹھی رہوں گی۔" وہ اس کی لاپرواہیوں اور لا اہلی پن سے عاجز تھیں۔ وانیال کے ہلاوے پر وہ اس

کے کمرے میں گئی تو وہ بڑی فرصت سے بیٹھا اسی کا انتظار کر رہا تھا۔ اسے آکر بیٹھے ایک منٹ ہی ہوا ہو گا کہ بچوں نے چائے لا کر رکھ دی۔ اس کی آنکھوں پر نظری تو وہ مسکرا کر بولا۔

"تھیرا چائے پینے کا موڈ ہو رہا تھا۔ سوچا اکیلے کیوں پیوں۔ اس لیے آپ کو بلوایا۔ ویسے آپ بڑی تو نہیں تھیں۔" وہ دل ہی دل میں حیران ہوتی نئی میں گردن ہلا گئی تھی۔ اس سے پہلے اتنے دنوں میں تو بھی اس طرح چائے پینے کے لیے نہیں بلوایا گیا تھا۔

"اور سنا میں پرہانی کے علاوہ آپ کے کیا مشاغل ہیں۔" وہ چائے کا سب لیتے ہوئے بولا تھا۔ اس طرح غیر متعلقہ گفتگو اس نے اس سے پہلے بھی نہیں کی تھی۔ اچانک اس کے دل میں ایک اور خیال آیا۔

"ہو سکتا ہے یہ مجھ سے ایمن کے بارے میں کچھ بات کرنا چاہتا ہو۔" آخر کل وہ اتنی چار منٹ اور کیوت ہے اسے کوئی بھی پسند کر سکتا ہے اس نے یہ سوچا ہو گا کہ آج ایمن نہیں آئی یہ بہترین موقع ہے اس کی دوست سے اس کے بارے میں سب کچھ جاننے کا۔ یہ خیال آنے کی دیر بھی وہ ایک دم ریٹیکس ہو کر بیٹھ گئی۔

"میرے مشاغل کی تو لمبی چوڑی لسٹ ہے ویسے top three میں کھانا سونا اور بے تحاشا بولنا شامل ہیں۔" دانیال جو بڑی دیر سے اس کے چہرے کے آثار پر حلاؤ کا جائزہ لے رہا تھا اس کے اتنی صاف گوئی سے اپنے مشاغل بتانے پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہ خود سے بات شروع کرتے پیچھا رہا ہے مجھے خود ہی ایمن کا ذکر شروع کر دینا چاہیے۔" وہ خود سے کہتی دانیال کی طرف دیکھ کر ہلکا سا مسکراتی اور بولی۔

"ویسے تو ہم لوگ ہسٹ فرینڈ ہیں لیکن حادثی بالکل مختلف ہیں۔ ایمن تو ہر کام وقت پر کرتی ہے۔ اس کی لائف میں بڑا ڈسپن ہے۔ چاہے چھٹی کا دن ہو وہ صبح سویرے اٹھ جاتی ہے۔" وہ دوستی کا حق ادا کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

(کوئی بات نہیں اتنے جھوٹ سے کوئی فرق نہیں

پڑتا۔ اللہ میاں ویسے بھی اس جھوٹ پر جو کسی نہ مصلحت کی وجہ سے بولا گیا ہو بالکل ناراض نہیں ہوتا۔)

خود کو تسلی دہی گئی تھی۔ "مجھے تو اس طرح کے لوگ بالکل نہیں پسند یہ کیا کہ زندگی کو بالکل فوجیوں کے انداز میں گزارا جائے۔ مجھے تو ایسے لوگ پسند ہیں جو زندگی کو اپنے من پسند انداز میں گزاریں۔ کام کو سر پر نہ سوار کریں۔" دانیال کا جواب اس کی توقعات کے بالکل برعکس تھا۔

"خدا بخو! جھوٹ بول کر گناہ کھلایا۔ پہلے سامنے والے کی پسند ناپسند تو معلوم کرو۔" ایمن دوست سے ہی کہتے ہیں۔ "اس نے خود کو ڈانڈا۔"

"مائی واو! آج میں ایمن نہیں آئی ہیں تو آپ جا میں کی کیسے؟" وہ یقیناً "اس بات سے آگاہ تھا کہ روزانہ ایمن کی گاڑی میں آتی ہے۔"

"پاپا آئیں گے جیسے۔" وہ چائے کا کپ چلی کرتے ہوئے بولی تھی۔

"ایسا کریں ایمن فون کر کے منع کریں۔" خدا بخو! ایمن تکلیف ہو گئی۔ آپ کا گھر تو میرے راستے ہی میں آتا ہے میں آپ کو ڈراپ کر دوں گا۔" وہ آج اسے مسلسل حیران کر رہا تھا۔

"ایسا کریں ایمن فون کریں۔" کہیں بعد میں آپ بھول نہ جائیں۔" وہ اپنا موبائل اسے پکڑا ہوا بولا۔ اپنی قیام تریونڈ میں کے باوجود وہ ایک دم نرم ہو گئی تھی۔ ہر حال پاپا کو فون کر کے اس نے منع کر دیا تھا۔

دانیال کے برابر گاڑی میں بیٹھ کر اسے اس کے علاوہ اور کوئی پر اہم نہیں تھی کہ یہ آج اچانک اس طرح صبرانہ کیوں ہوا ہے۔ اپنے سچ والے خیالات پر بھی اسے نظر ملتی تھی بڑی تھی کیونکہ ایمن کے بارے میں تو اس نے ایک بھی بات نہیں کی تھی۔

"آپ مانتے تو نہیں کریں گی اگر میں آپ سے ایک پرسنل سوال کروں۔" دانیال نے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔

"ہی پوچھیں۔"

"Are you engaged?" "وہ ایک نظر اس پر ڈال کر بولا تھا اور رامیہ کا دل دھک سے رہ گیا تھا۔ عام حالات میں دانیال میں کوئی برائی نہیں تھی مگر اپنی دوست کے حق پر ڈاک ڈالنے کا تو وہ بھی تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔ ایمن کو بتا چلا تو اسے کتنا دکھ ہو گا۔ میں اسے بتاؤں گی ہی نہیں کہ دانیال نے ایسی کوئی بات کہی ہے۔"

"میری آنکھ جھپٹ تو پچھن ہی میں میرے فرسٹ کزن سے ہو گئی تھی۔ لیکن آپ نے یہ بات کیوں پوچھی۔" وہ ایک دم معصوم بن گئی تھی اور دانیال اس کے جواب پر پتا نہیں کیا سوچ کر ہنس پڑا تھا۔ اپنی بات کے جواب میں اس کی یہ معنی خیز ہنسی رامیہ کی سمجھ سے باہر تھی۔

"دوست ہو تو ایسی بو مان گئے آپ کو میں ایمن واقعی کہی ہیں کہ ایمن آپ جیسی شخص فرینڈ ٹی ہے۔" دانیال نے مسکراہٹ دباتے ہوئے قدرے شوخی سے کہا تھا۔

"آپ گناہ کیا چاہ رہے ہیں۔" وہ آخر کار بری طرح چڑھ گئی تھی۔

"صرف یہی کہ ایسی دوست اور کہاں ہو گی جو دوست کی خاطر اچانک اپنی مشکلی کو اگلے وہ بھی بچھن میں۔" وہ دوبارہ جہاں تھا۔ رامیہ کا سر شرمندگی سے جھک گیا تھا مگر وہ یہ ضرور سوچ رہی تھی کہ اسے کیسے بتا دیا میں جھوٹ بول رہی ہوں۔

"بھئی یہ صرف ایک پھوٹا سا ڈرامہ تھا۔ دراصل میں خود کو چیک کر رہا تھا کہ مجھ میں کامیاب اور کاربنی صلاحیت ہے یا نہیں۔" دانیال کی بات پر اس نے ہلکا ہوا سر اٹھایا اور دونوں میں آ رہا تھا وہ فوراً ہی کہ بھی دیا۔

"آپ ایمن کو پسند کرتے ہیں ہاں۔"

"مان گئے تم واقعی جھٹکس ہو تم سے فرسٹ ٹائم میں نے تمہارے بارے میں یہی رائے قائم کی تھی کہ تم ایک ڈین لڑکی ہو۔ ویسے تم نے میری بے

آکھنی کا برا تو نہیں مانتا۔" وہ بڑے مزے سے اس کی بات تسلیم کر گیا تھا اور رامیہ خوشی سے جیسے جیسے روٹی تھی۔

"لیکن خبردار جو ابھی اپنی دوست صاحبہ کو کچھ بتایا ہو۔" وہ اسے اپنے اگلے پروگرام سے آگاہ کرنے لگا۔ "لیکن اس طرح تو وہ مجھ سے ناراض ہو جائے گی۔" وہ معترض تھی۔

"نہیں ہو گی۔ کم آن کیوں اگر مگر کر رہی ہو۔" تھوڑی دیر بعد اسے کی منہ آئے گا۔ "اسے گیت پر ڈراپ کرنا دانیال اس سے وعدہ لے چکا تھا کہ وہ ابھی ایمن کو کچھ نہیں بتائے گی۔

♥ ♥ ♥ ♥ ♥

"کیا واقعی نہیں دانیال نے گھر ڈراپ کیا تھا؟" ایمن کو جیسے یہ بات بڑی غیر یقینی سی لگ رہی تھی۔ سونے سے پہلے اس نے فون کر کے ایمن کی خیریت دریافت کی تھی اور ایمن کے پوچھنے پر کہ آج وہ وہاں ہی میں کیسے آئی اسے دانیال کے ساتھ آنے کا بتایا تھا۔ "کیوں بھئی اس میں اتنا حیران ہونے والی کیا بات ہے۔"

"حیران ہونے والی یہ بات ہے کہ اس سے پہلے تو وہ کبھی اتنا صبرانہ نہیں ہوا۔" وہ رامیہ کی بات سن کر فوراً بولی تھی۔

"بھئی اب یہ سب تو مجھے نہیں پتا۔ اس نے کہا میں ڈراپ کر دوں گا۔ میں نے کہا ٹھیک ہے۔ وہ کیوں کی طرف نہیں گئے کسی لیے کسی وجہ سے کرنے نہیں کھڑی ہوئی تھی۔" وہ بڑے اطمینان سے بولی تھی۔

"کیوں تمہیں کیا مہر خاب کے پرگے ہیں جو تمہیں ڈراپ کرنے کی آفری کی ہے چاری ڈارارو زانہ جس میں جاتی ہے اسے تو بھی ایسی کوئی آفر نہیں کی گئی۔" ایمن کا مجلس اسٹائل رامیہ کو بہت مزہ دے رہا تھا۔

"چلو یہ بات تم خود کل دانیال سے پوچھ لینا۔" وہ مسکراہٹ دباتے ہوئے سنجیدگی سے بولی تھی۔

"مجھے کیا ضرورت پڑی ہے کچھ پوچھنے کی۔" وہ

ایک دم خود کو لا پرواہ کر کے کی کو شش کرنے لگی تھی اور پھر دانتوں کے طور پر اس نے گفتگو کا موضوع تبدیل کر دیا تھا۔ مگر اس کے لیے میں جیسی بے چینی رامیہ سے پوشیدہ نہیں تھی۔ سونے سے پہلے تک وہ ایمن کی کیفیت انجوائے کرتی رہی تھی۔

"ایمن یوسف بندہ نہیں ٹھیک کا کھرا ہے۔ یہ کو سوا میرے ہی کہا جاتا ہے۔" وہ مسکراتے ہوئے سوچ رہی تھی۔

صبح ان لوگوں کو آتش آکر بیٹھے ابھی تو زوی دیر ہی ہوئی ہوگی کہ دانیال نے اسے انٹرکام پر اپنے کمرے میں بلایا۔ ایمن بظاہر کام میں مصروف تھی مگر اس کی تمام حسیات ادھر ہی مرکوز تھیں۔ وہ ایک سرسری نظر ایمن پر ڈالتی اٹھ گئی تھی۔ دانیال نے بڑی گرم جوشی سے اس کا خیر مقدم کیا تھا۔ اس کی زبان کی ایمن کی طرف کی تمام باتیں سن کر وہ بڑا محفوظ ہو رہا تھا۔

"لیکن جب اسے سب بتا دیں گے تو وہ مجھ سے ناراض ہو جائے گی۔" رامیہ کو تھوڑا تھوڑا ایمن کی ناراضی کا خوف بھی تھا۔

"تم یہ بتاؤ نہیں منو آ رہا ہے یا نہیں۔" وہ اطمینان سے بولا تھا۔

"مزدہ تو خیر آ رہا ہے۔ بیش ہر شرارت ہم دونوں نے مل کر کی ہے اور ہماری شرارتوں سے آج تک کوئی محفوظ نہیں رہا۔ پہلی مرتبہ ایسا ہو رہا ہے کہ میں اسے ستا رہی ہوں۔" وہ ایمن کی دہلی شکل ذہن میں لاتے ہوئے ہنس پڑی تھی۔

"جس تو پھر فکر چھوڑو اور جہاں تک ناراض ہونے کا سوال ہے تو اس کی گارنٹی میں دیتا ہوں کہ وہ تم سے ناراض نہیں ہوگی۔" وہ تسلی دیتا ہوا بولا تھا۔

"چاہے ہوگی؟"

"جتنی گرمی میں چاہے۔" اس نے فوراً انکار کیا۔

"اچھا کونڈہ رنگ۔"

"اگر میری خاطر مدارات کرنے کا اتنا ہی موڈ ہے تو میں تو آؤں کریم کھاؤں گی۔" دانیال اس کے بے

تکلف انداز پر ہنس پڑا تھا۔ پھر دانیال کے ساتھ بیٹھ کر اپنی فیورٹ پانچن اپیل آؤں کریم کھاتے ہوئے اس نے دنیا زمانے کی کتنی ساری باتیں کی تھیں۔ اسے کسی بھی نئے بندے سے بے تکلف ہونے میں زیادہ وقت نہیں لگتا تھا۔ بس شرط صرف یہ تھی کہ سامنے والا اس کا ہم مزاج ہو اسے روکے پھیلے ٹول اور خشک مزاج لوگ زہر لگتے تھے اور دانیال تو اسے بالکل اپنی ٹائپ کا لگا تھا۔ زندگی کو انجوائے کرنے والا۔ اس کا فرسٹ امپریشن ان لوگوں پر کتنا مختلف پڑا تھا۔ وہ لوگ اسے ایک پکارو فیصل اور قدرے خشک مزاج سا بندہ سمجھتی تھیں جبکہ وہ دوست بناری نیچے کا مالک تھا۔ رامیہ ایمن کی قسمت پر رشک کر رہی تھی۔ ایمن نے اس سے پوچھا میں تھا کہ دانیال نے کیوں بلایا ہے۔ مگر بے چینی اس کے ہر انداز سے ظاہر تھی۔ رامیہ نے آکر بڑے آرام سے وہاں اپنا کام شروع کر دیا تھا۔ ایمن نے دو تین مرتبہ اس کی طرف دیکھا کہ شاید اب وہ بتائے گی کہ بلایا اس خوشی میں تھا کہ وہ اس طرح کام میں مگن تھی جیسے اس سے زیادہ اہم کوئی اور بات ہی نہ ہو۔

"سنائے میں بہت پوز کرتا ہوں۔ اپنے بارے میں مجھے کئی خوش نمیاں ہیں۔ خود کو کسی ایسے لوگ کا لدا ہے کم نہیں سمجھتا۔" وہ براہ راست اس کی آنکھوں میں دیکھ ہوا بڑے اعتماد سے بولا تھا۔ وہ صرف ایک لمبے لمبے نیبوس ہوئی تھی اگلے لمحے وہ دانیال کو گھور کر دیکھ رہی تھی۔

"اسے کیا گھور رہی ہیں۔ میری بات کا جواب دیں۔" وہ نیبل پر دونوں ہاتھ بنا کر کھڑا اپنے جواب کا منتظر تھا۔

"ہی ہاں آپ نے بالکل ٹھیک سنا ہے۔" زوی تو اسے کسی سے نہیں تھی۔ اس کی طرف دیکھتے ہوئے وہ بڑے آرام سے بولی تھی اور اس کے جواب پر وہ لوگوں ہی قہقہہ لگا کر ہنس پڑے تھے۔

"میں نے تم سے کہا تھا میں یہ لڑکی بہت تکلف

کے بہت بولند اور با اعتماد۔" دانیال نے معاذ کو مخاطب کر کے کی تو اس کی تعریف ہی تھی مگر اسے پھر بھی دانیال پر بے تحاشا غصہ آیا تھا۔

"میں نے آپ پر بھروسہ کر کے ایک بات کی تھی تو اس کا یہ مطلب تو نہیں تھا کہ اس کا جذورا سارے جگ میں ہیٹ دیں۔" اس نے کل ہی باتوں باتوں میں دانیال سے اس کی اور معاذ کی دوستی پر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے اس کے بارے میں یہ کنسنس دے دیے تھے۔

"ابھی میں نے سوچا کہ میرے دونوں فریڈز کے سچ مس انڈر اسٹینڈنگ اور ٹینشن نہیں رہنی چاہیے اس لیے معاذ کو ساری بات بتا دی۔" وہ اس کا غصہ کم کرنے کی کوشش کر رہا ہوا بولا۔

"میرا خیال ہے میرے دونوں فریڈز کے سچ بھی کسی قسم کی غلط فہمی نہیں رہنی چاہیے۔ میں بھی جا کر ایمن کو ساری بات بتا کر آتی ہوں۔" اس کے لیے میں چھپی دھمکی پر معاذ ہنس پڑا تھا جبکہ دانیال فوراً اسے منانے لگا تھا۔

"جیسا برا لگا تو سوری۔ میں تو صرف یہ چاہ رہا تھا کہ تم نے معاذ کے بارے میں جو غلط رائے قائم کی ہے وہ دور ہو جائے اس سے بھی میں نے یہی کہا تھا۔ عمران موصوف نے آکر ساری بات حرف بہ حرف بیان کر کام خراب کر دیا۔" وہ معاذ کو گھورتا ہوا بولا تھا۔

"اچھا چلو بیٹھنے کے طور پر آج بچ میری طرف سے" وہ جمجمی تمساری کسی پسند کی جگہ پر۔" دانیال نے اسے لالچ دیا تو وہ منہ ہٹاتے ہوئے بولی۔

"شکریہ" بچ تو میں ایمن کے ساتھ کروں گی۔" معاذ اسے بڑی توجہ سے غور دیکھ رہا تھا بڑی سنجیدگی سے بولے۔

"تمساری قریب کی نظر کنوڑ ہو گئی ہے۔" رامیہ نے حیران ہو کر اس کی طرف دیکھا تھا۔ اس کے بیٹے کی مٹی خیزی تو وہ محسوس کر گئی تھی مگر مطلب سمجھنے سے قاصر تھی۔ دانیال نے جیسے ہوئے معاذ کو گھور کر دیکھا تھا۔ اسے کرسی پر سے اٹھا دیکھ کر دانیال بے

ساخت بولا۔

"کیا ہوا کہاں جا رہی ہو۔"

"خدا بخوانہ میری وجہ سے آپ لوگوں کو "کوڈ ورڈز" میں بات کرنی پڑ رہی ہے۔ میں چلی جاؤں گی تو آرام سے بات کر سکتے گا۔" وہ منہ بنا کر بولی تھی۔ معاذ ہنوز لبوں پر مسکراہٹ لیے اسے دیکھ رہا تھا جبکہ دانیال ابھی اسے منانے کے لیے کچھ کہنے ہی والا تھا کہ گلاس ڈور کے اس طرف کھڑی ایمن پر نظر پڑے ہی ادھر متوجہ ہو گیا۔ رامیہ نے اس کی نگاہوں کے تعاقب میں اس طرف دیکھا تو ایمن دکھائی دی۔ وہ اندر آنے کی بجائے واپس مڑ گئی تھی۔ وہ ایک دم اس کے پیچھے گئی تھی۔

"کیا ہوا ایمن؟ کوئی کام تھا؟" وہ حیرتہ میں سے چلتی اس تک پہنچ چکی تھی۔

"سچ کا تم ہو گیا ہے۔ میں اسی لیے نہیں دیکھنے تھی تھی کہ کہاں ہو۔" وہ ٹوہ گھٹنے پہلے اس سے گھٹے بغیر خود ہی دانیال کے کمرے میں چلی گئی تھی۔

"پھر اس طرح واپس کیوں آئیں۔ اندر آ جاتیں۔ مجھے تو خیال ہی نہیں رہا تھا کہ سچ کا تم ہو گیا ہے۔" وہ اس کے اوپر چہرے پر ایک نظروال کر بولی۔

"میں نے سوچا شاید کوئی اسپورٹس بات ہو رہی ہے اس لیے ہنس رہی تھیں کیا۔" وہ اس سے بڑے شکی لہجے میں بولی تھی رامیہ نے "اسپورٹس بات" کی کوئی وضاحت کے بغیر فوراً کہنا۔

"چلو پھر چلتے ہیں۔ تم گاڑی نکالو۔ میں اپنا بیگ لے کر آ رہی ہوں۔" ایمن گردن ہلاتی دروازے کی طرف بڑھ گئی تھی۔ سچ کے دوران بھی وہ رامیہ سے کھینچی کھینچی رہی کھانا بھی اس نے پر اسے نام کھایا۔

رامیہ کو اس کی حالت پر ایک دم رحم آنے لگا۔

"بھائو میں کیا انجوائے منٹ اور محل۔ میں دانیال سے بات کروں گی کہ ختم کرے یہ ڈرامہ۔" وہ دل ہی دل میں پکارا وہ کرپچی تھی۔ اچانک اس کا حیاں معاذ کے ان نا سمجھ میں آنے والے کنسنس کی طرف چلا گیا اور ایک دم ہی اس کی سمجھ میں اس بات کا مطلب

ایسا۔ ایسا آخر بڑا چکر اسے کھانسی تھی "تم ساتھ ہوئی ہو تو مجھے تو کوئی دیکھتا بھی نہیں ہے۔ حالانکہ کوئی ایسی حسینہ عالم بھی نہیں ہو۔ بس یہ ہے کہ خود کو Maintain کر کے رکھا ہوا ہے۔ میک اپ کامیٹنس ہے۔ کپڑوں کی چوائس اچھی ہے۔ باقی اس کے علاوہ تو کچھ بھی نہیں ہے جو تمہیں مختلف بنا تا ہو۔" وہ ان کمنٹس پر دل کھول کر ہنسا کرتی تھی۔

حنان کی شادی سے پہلے جب بھی کبھی وہ لوگ کسی فنکشن یا شادی وغیرہ میں جاتیں تو تیار رہنے کے بعد حنا کٹر کھانسی تھی۔

"تقریباً" ایک جیسا ڈریس ہے ہم دونوں کا مگر تم زیادہ اسٹائلش لگ رہی ہو۔ کچھ بات سے تم میں جو تمہیں مختلف بناتی ہے۔ تم میں ہوتے اسٹائلش ہے۔ عام سے لان کے سوٹ میں بالوں کو کلب بھی کیا ہوا ہو تو بھی تمہارا نظر آتی ہو۔"

حالاںکہ حنا کے نقوش اس سے زیادہ پائے تھے۔ رنگت بھی اس کے مقابلے میں زیادہ صاف تھی۔ مگر جو اسٹائل جو زیادہ اس میں تھی وہ ہٹا میں نہ تھا۔ اپنی ان خوبوں کا اسے خود بھی احساس تھا۔ مگر اس چیز کو اس نے بھی کبھی سرسوار نہیں کیا تھا۔

"کیا ہوا کہاں کھو گئیں؟" ایمین نے اس کے سامنے ہاتھ لرایا تو وہ ایک دم ہچکچاتی ہوئی۔

"کچھ نہیں۔" ایمین اس کے جواب پر چپ سی ہو گئی تھی۔ شاید وہ یہ سمجھ رہی تھی کہ رامیہ اس سے کچھ چھپا رہی ہے۔ شام میں گھر واپس جاتے ہوئے ایمین اس سے بولی۔

"رامیہ ہم نے کبھی ایک دوسرے سے کچھ نہیں چھپایا ہے نا۔"

"ہاں لیکن تمہیں یہ بات کہنے کی ضرورت کیوں پڑی۔" وہ کھڑکی سے باہر کا نظارہ دیکھ کر بے نیازی سے بولی۔

"اس سوال کا جواب بھی تمہارے ہی پاس ہے۔ میں بس یہ چاہتی ہوں کہ ہماری دوستی میں کبھی کوئی دراڑ نہ آئے۔ ہم پہلے کی طرح ایک دوسرے سے

صرف بچ بولیں۔" ایمین نے بڑی سنجیدگی سے کہا تھا اور وہ بغیر کوئی جواب دینے کے حنا کے "بوتے پاروں" کی طرف متوجہ ہو گئی تھی۔ رات میں اس نے وائیل کو فون کر کے ایمین کو سب کچھ صاف صاف بتانے کے لیے کہا تھا۔

"میں اب مزید اسے بے وقوف نہیں بنا سکتی وہ بہت پریشان ہے۔"

"جیسی پور لڑکی ہو۔ نہ خود انجوائے کر رہی ہو نہ دوسروں کو کرنے دے رہی ہو۔" وہ برا سامنے بیٹھا کر بولا تھا۔ ان لوگوں کی وہاں Internship کے صرف دو دن رو گئے تھے۔ وائیل نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ وہ دن بعد وہ ساری بات کلیئر کر کے اس ڈرائے کو ختم کر دے گا۔

اسے قہقہے لگنے لگے کہ وہ ان دونوں جانی نہ سکتی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ میں کیا ہوا ہوں گا وائیل نے ایمین سے کچھ کہا ہو گا کہ "میں۔" مگر اسے مسلسل ہنسی لگنا پڑا تھا۔

"حالت دیکھ ذرا اپنی پلیس ریمپر جیسی اور کھانا کریم بس یہ اوٹ چانک چیریں کھانے کا کھانا کھانے کوئی چیز کھانے کو تو منہ بن جائے گا۔" وہ زبردستی اسے دھوکا دے رہی تھی۔

شام میں مٹی نے اسے کارڈ میں پکڑاتے ہوئے کہا "تمہارا فون ہے" دوسری طرف سے آتی معافی تو اسے سن کر وہ حیران رہ گئی تھی۔

"میں نے سوچا آخریت دریافت کر لوں۔ آج وہ سارا دن سے شاید غارتوں زیادہ ہی بیکار ہو گئی ہیں۔" وہ اس کی حیرت کے جواب میں بولا تھا۔

"نہیں بیمار تو کوئی زیادہ نہیں ہوں۔ معافی سے بخار اور زلزلہ کھاسی پر مبنی حد سے زیادہ پریشان ہوئی ہیں۔ ورنہ میں تو آج آنا چاہ رہی تھی۔" وہ کچھ جھجھکی سے بولی تھی۔

"تو ایسے آپ کے فون کرنے کا بہت بہت شکریہ۔" وہ مزید بولا۔

"شکریہ۔" وہ شکر یہ کو خوب لیا کھینچا ہوا بولا تھا۔

"یہ اتنے بڑے بڑے وزنی جیسے آپ کے منہ سے اچھے نہیں لگ رہے۔ آپ کا آؤٹ اسپوکن انداز زیادہ بہتر ہے۔ اپنی دوسرا خیال رکھیے گا۔ ہائے۔" وہ کارڈ میں ہاتھ میں لیے اب تک کچھ حیران سی تھی۔ اگلے روز وہ پلان کے ساتھ آفس گئی تھی۔ ایمین کو تو ظاہر ہے اب نہیں آتا تھا۔

"کیسی طبیعت ہے؟" وائیل نے اسے دیکھتے ہی سوال کیا تھا۔

"بہتر فکر ہے میری طبیعت کی فون کر کے فیریت تک تو پوچھی تھیں۔" وہ غلطی سے بولی۔

"کیوں پرسوں کسی نے فون کیا تھا۔" وائیل نے اسے یاد دلانے کی کوشش کی۔

"پرسوں کیا تھا۔ کل تو نہیں کیا۔" وہ قہقہے سے بولی۔

"پرسوں بات کر کے ہی مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ طبیعت زیادہ خراب نہیں ہے بس نخرے ہو رہے ہیں۔" وہ ایمین سے کہتا اسے چڑانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"ابھی تو آپ کو معلوم نہیں ہے کہ نخرے کہتے کس کو ہیں۔" خیر کوئی بات نہیں تھی کچھ سے بہت کام پڑیں گے۔ میں بتا دوں گی۔" وہ دھمکی آمیز لہجے میں بولی۔ پھر کچھ دیر بعد جب اسے ایمین کا خیال آیا اور اس نے وائیل سے اس بارے میں پوچھا تو وہ بولا۔

"میں تو ابھی اور سنانے کے موڈ میں تھا مگر تمہیں دوست کی ہمدردی کا بخار زیادہ ہی تیز رہا ہے اس لیے مزید پروگرام ملتوی کر دیا ویسے یہ وہ دن خاموشی سے گزرتے ہیں نے کچھ زیادہ بات نہیں کی۔"

"فون سے ختم کا بدلہ لے رہے ہیں اس بے چاری سے۔" اس نے وائیل کو گھورا تھا اور وہ شرری کی مسکراہٹ چہرے پر کیے شاید ایمین ہی کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

کچھ حیران سی تھی۔

"یہ جیسے بھائے تمہیں سوچھی کیا۔ پہلے سے فون پر انفارم تو کر رہیں۔ ایک دم ایسی فراتفری چھائی کر میں تو بوجھلا گئی۔" وہ اس کی حیرت کے جواب میں بڑے سکون سے مسکراتے ہوئے بولی۔

"بس دو پاس اس ایجنٹیشن کے میرے ہاتھ لگے اور اتفاق سے فراز بھی آیا ہوا تھا میں نے سوچا موقع سے فائدہ اٹھایا جائے آرام سے اس کے ساتھ تمہارے گھر آئی۔ یاد آتی لی کی اتنی شاندار ایجنٹیشن اگر ہم مس کر دیتے تو کتنا افسوس ہوتا۔"

وہ ایک اسٹال کے سامنے رکھی ہوئی بولی۔ ایمین تو پوری طرح نمائش دیکھنے میں محو تھی۔ جبکہ وہ کن انٹھیں سے کروڑوں کاجاڑہ لینے میں مصروف تھی۔ رش اتنا تھا کہ اللہ کی پناہ۔

"اس رش میں وائیل نظر کیسے آئے گا۔" وہ وائیل کے اس بے تحاشے بھیک پر ابھی چڑی رہی تھی کہ وہ کچھ فاصلے پر کھڑا نظر آیا۔ وہ اسے پہلے ہی دیکھ چکا تھا۔ ایک انٹرویو ایٹل برڈانے کے بعد وہ ایمین کی طرف متوجہ ہوئی۔ اس دھکم پیل بھی میں محترمہ ماوس سنبھالے۔ PENTIU ٹیریٹ کرنے کا شوق پورا کر رہی تھیں۔ رامیہ موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بڑی آہستگی سے وہاں سے کھسکا شروع ہوئی۔ اگلے وہ اسٹالز اور گراں کرنے کے بعد اس نے ایک ہمارا اپنی رفتار بڑھادی۔ مختلف لوگوں سے ٹکراتی وہ بلا ٹھہر والی "A" سے باہر نکل آئی تھی وہ دونوں یہاں فراز کے ساتھ آئی تھیں جس کے دوست کا اسٹال بال "B" میں لگا ہوا تھا اور وہ وہیں تھا۔ وہ دھونڈتی ہوئی فراز تک پہنچ گئی تھی۔

"اوتھی جلدی واپس چنا ہے اور وہ تمہاری فریڈ کہاں رہ گئی۔" وہ اس کے جلدی بچانے پر حیران ہوا تھا۔

"بس میری طبیعت خراب ہو رہی ہے۔ مجھے گھر چنا ہے۔" وہ دو لوگ انداز میں بولی تو فراز اپنے دوستوں سے خدا حافظ کہتا اس کے ساتھ آیا تھا۔ وہ

ایمین کے ساتھ Expo centre میں کھوتے ہوئے وہ بڑا انجوائے کر رہی تھی۔ جبکہ ایمین ابھی تک

222

226

"ایسا ہوا ہو گئے تائب۔" وہ بڑے اطمینان سے اپنی کرسی پر بیٹھا ہوا ہوا۔

"یہ اتنے سارے جج شام تک میں بھی تائب نہیں کر سکتی۔" وہ روٹی صورت لیے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"تائب میں؟ میں یہ نہیں کر سکتی اور یہ نہیں ہو سکتا ہے۔" قسم کے جملوں کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔ چاب کئی ہے تو جو کام کہا جائے گا وہ کرنا بھی ہو گا بغیر کسی argument کے۔" وہ بڑی بے مروتی سے بولا تھا۔

"میری چاب ٹائپسٹ کی تو نہیں ہے۔" وہ پھر منہ پھٹ انداز میں بول پڑی تھی اور وہ اس کے انداز پر طنزی انداز میں بولا تھا۔

"اچھا تو کیا کارٹونسٹ کی ہے؟" وہ ایک دم سر جھکا کر شرمندہ سی ہو گئی تھی۔

"آئندہ کبھی کسی کا کارٹون نہیں بنائوں گی پر اس۔" اس مصیبت فانی سے جان چھڑانے کے لیے وہ بڑی عاجزی سے بولی تھی۔

"جج کر لیا؟" وہ بیچن کو نرے اٹھائے اندر آتا دیکھ کر اس سے پوچھ رہا تھا۔

"نہیں۔" اسے ٹائپنگ کرتے اس بات کا دھیان ہی نہیں رہا تھا کہ لچ کا نام شروع ہو کر ختم بھی ہو چکا۔

"آجائیں پھر ساتھ جج کرتے ہیں۔" وہ کچھ دیر پہلے کا سخت گیر رویہ ترک کر کے دوستانہ انداز میں بولا۔

"تھینک یو۔" میں لچ لے کر آئی ہوں۔" ایمین کے بغیر اسے باہر کھانا کھانے کے لیے جانا عجیب سا لگتا تھا اس لیے وہ لچ لے کر آئے لگی تھی۔

"اور ہمیں یہ اتنا سارا لے کر کیا ہوں یہ سب کون کھائے گا۔" وہ نرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔

"آپ میری وجہ سے یہ سب لے کر آئے ہیں؟" وہ اس کی ٹیبل پر رکھی نرے پر نظریں ڈالتے ہوئے بولی۔ "کے الیف ی۔" کے پڑ کر بیچن 'فرانز اور ہینری سب سے کچھ مودود تھا۔

"میں کسی پہلوان گھرانے سے تو تعلق رکھتا نہیں ہوں کہ اتنا سارا کچھ اکیلا کھا جاؤں گا۔" وہ منہ بنا کر بولا تو رامیہ اس کے سامنے والی کرسی تھپیٹ کر بیٹھ گئی۔

"آپ کو یہ کیسے پتا تھا کہ میں نے اب تک لچ نہیں کیا ہو گا۔" وہ گلاس میں اسٹرا لگاتے ہوئے بولی۔

"جو فائل میں آپ کو دے کر گیا تھا اسے دیکھ کر کوئی بھی نارمل تو ہی کھانا چاہنا بھول سکتا ہے۔" وہ شرارت سے مسکرایا تھا اور رامیہ اپنی کچھ دیر پہلے کی کیفیت یاد کر کے ہنس پڑی تھی۔

♥ ♥ ♥ ♥

ایمین کی دانیال کے ساتھ بات چتی ہو گئی تھی اور بچائے ممکن وغیرہ کے وائریٹک شاوی ہو رہی تھی ایک مینے بعد کی تاریخ رکھی تھی اور اسے شارت ٹوٹس پر ہونے والی یہ شاوی ایمین کے ساتھ ساتھ اسے بھی بولھا گئی تھی۔ دانیال کی بہن Denmaed سے آئی ہوئی تھیں اور انہیں کی وجہ سے شاوی اتنی جلدی ہو رہی تھی۔ وہ انہیں کی مصروفیت کے ساتھ ساتھ انہیں کو تیار یوں میں بھی بھر پور حصہ لے رہی تھی۔

"شاوی کے بعد اگر اسے مجھ سے ملنے سے روکا جائے تو ہمارے دوستی پر کوئی اعتراض کیا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔" ہریار دانیال سے ملنے پر وہ یہ جملہ ضرور کہتی اور وہ اس کی دھمکیوں پر ہنس دیا کرتا۔ ممی کے ہاتھ پاؤں جوڑ کر اور بہت سے وعدے کرنے کے بعد وہ انہیں اس بات پر آمادہ کر چکی تھی کہ وہ اسے آفس خد گاڑی ڈرائیو کر کے جانے دیں۔ جس روز اس کا ایمین کے ساتھ شاپنگ کا پروگرام ہوا تو دانیال کو بتا کر جلدی اٹھ جایا کرتی اور وہ بے چارہ اسے انکار بھی نہیں کرتا تھا۔ ان لوگوں کا فائل سمسٹر کا رزلٹ آیا تھا اور حیرت انگیز بات یہ ہوئی تھی کہ Top tennی دانیال ہولڈرز میں شامل تھی اس کی آنھوں میں پوزیشن تین تھی۔ جب ایمین نے اسے فون پر یہ بات بتائی تو اسے ایمین ہی نہیں آیا تھا۔

فرسٹ سمسٹر سے لے کر پچھلے سمسٹر تک اس کی

کبھی کوئی پوزیشن نہیں آئی تھی۔ بس سیدھا ساوا پاس ہو گئے۔ پھر زونیر اس کے اچھے ہوئے تھے مگر پھر کبھی وہ ایسی کوئی امید نہیں کر رہی تھی۔ دانیال ممی بیلیا اور بہنوں سب ہی نے اسے گلفس سسٹم تھے اس کی فرینڈز زور دار ٹیٹ کا مطالبہ کر رہی تھیں اور وہ خود بھی بے حد خوش تھی۔

وہ گاڑی پارک کر کے بیگ کندھے پر ڈالتی آگے بڑھی اسی وقت معذہ بھی اپنی گاڑی سے اترتا نظر آیا۔ اسے دیکھ کر وہ رک گئی تھی۔

"ہیلو! کیا حال ہیں۔" اس کے پاس آتے ہی وہ مسکرا کر بولی تھی۔

"ٹھیک ٹھاک آپ سنائیں۔ آج کل تو جلدی غائب ہو جاتی ہیں۔" وہ اس کے برابر بیٹھا ہوا ہوا۔

"ہاں وہ شاوی کی تیاریوں کی وجہ سے میں نے دانیال سے اسپیشلسی پر مشن لی ہوئی ہے۔"

"اسے سر ایبل کی ہاں میں ہاں ملانے کے علاوہ اور آتا ہی کیا ہے اور آپ تو خاص الخاص سر لائی ہیں۔ آپ کی تیار رہی تو وہ انورڈ کر ہی نہیں سکتا۔" وہ لاشٹ میں داخل ہوتا ہوا ہوا۔

"میں میں داخل ہوئے تو وہ اسے اپنے کمرے میں بلاتا تھا وہ بھی اندر داخل ہو گیا وہ اپنی ٹیبل کی دراز کھول کر اس میں سے کچھ نکالنے لگا تھا جبکہ رامیہ خاموشی کھڑی اسے دیکھ رہی تھی۔

"تین دن سے یہ ساتھ لیے پھر رہا ہوں مگر آپ سے ملاقات ہی نہیں ہو پاتی تھی۔ جس وقت میں آتا تو آپ جا چکی ہوتی تھیں۔ اپنی دسے میری طرف سے پوزیشن آنے پر بہت بہت مبارکباد قبول کریں۔"

وہ خوب صورت پینٹنگ پیس میں پہنا تھا اس کی طرف بڑھائے کھڑا تھا۔

"اس تکلف کی کیا ضرورت تھی۔ آپ نے خوش کر دیا وہ بھی کافی تھا۔" وہ تحفہ قبول کرنے سے ہچکچا رہی تھی۔

"میں دوست بہت کم پاتا ہوں۔ صرف ہولوگ مجھے اچھے لگیں انہیں سے دوستی کرتا ہوں مگر جس

سے ایک بار دوستی کر لیں پھر اسے پیش لہانا ہوں اور میں اپنے دوستوں کے ساتھ ان کی خوشیوں منور شہر کرتا ہوں۔" وہ بڑی سنجیدگی سے بول رہا تھا اور رامیہ نے کچھ سوچ کر تحفہ اس کے ہاتھ سے لے لیا تھا۔

"تھینک یو۔ ویسے اس میں ہے کیا؟" وہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے گفت کھولنے لگی تھی۔ Blanc Mont کا خوب صورت چین سیٹ دیکھ کر وہ خوشی سے بولی تھی۔

"اچھے خوب صورت گفت کے لیے ایک دفعہ پھر تھینکس۔"

"اچھا لگایا ایسے ہی موت میں تعریف کر رہی ہیں۔" وہ اعتراض پر چائے کا کینے کے بعد بولا تھا۔

"نہیں واقعی بہت اچھا ہے اور سب کے گلفس سے ڈفرنٹ بھی باقی سب نے تو زیادہ ترجیوری یا سوٹ ہی دیے ہیں۔" وہ دوبارہ چین سیٹ کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تھی۔ پھر اس کے بعد وہ چائے پی کر اپنے کمرے میں آ گئی تھی۔ اپنے کرسی سنبھالنے کے بعد بھی وہ سختی ہی دیر تک چین سیٹ کو دیکھتی رہی۔ ایسا تو نہیں تھا کہ اسے زندگی میں پہلی مرتبہ کوئی اہمیت دے رہا تھا۔ اس سے پہلے پونیورسٹی میں ارمان اور خاندان میں فرلاز اس کے کافی آگے پیچھے پھرتے تھے مگر اس طرح سے اس نے کبھی کسی کے لیے محسوس نہیں کیا تھا۔ اس کا دل الگ ہی انداز میں دھڑکنے لگا تھا۔ اپنی یہ بدلتی کیفیت تو وہ کافی عرصے سے محسوس کر رہی تھی مگر قصداً "خود کو لاہواہ ظاہر کر کے اس طرف سے دھیان نہ دینا چاہتی تھی۔ اس کے اوپر معاذ کا پہلا تاثر قطعاً "خوشگوار نہیں رہا تھا مگر بعد میں وہ جس طرح اس سے متاثر ہوا تھا کہ اسے انداز اسے چونکے پر مجبور کرتا۔

وہ دون دن نہیں آئی تو اس نے فون کر دیا۔ پھر اس کے کے بغیر خود ہی چاب آفر کر دی وہ اس کی ایک ایک بات سوچ رہی تھی۔

"ایکین اس نے ایسا کچھ کہا تو نہیں۔ ہو سکتا ہے میرا دم ہو۔" وہ کچھ الجھ کر سوچنے لگی۔ مگر دل کی اس

نکول کو اس کے دل نے فوراً ہی رد کر دیا۔

"وہم کیا؟ کیا وہ ایسے ہر ایک کو گفت دیتا پھرنا ہے؟ کیا ہر ایک کے لیے خود جا کر گن لایا کرتا ہے؟" جو بات اس کا دل اسے سمجھا رہا تھا وہ بڑی خوب صورت اور انوکھی تھی۔ محبت اس کائنات کا سب سے خوب صورت اور حسین ہند۔ جو اندر پر ہر طرف روشنی ہی روشنی بھردیتا ہے۔ یوں لگتے لگتے ہے جیسے ہم خوش ہیں تو ہمارے ساتھ ساری دنیا خوش ہے۔ کیوں کوئی دکھ کوئی غم ہے ہی نہیں۔ اپنے تبدیل ہوتے انداز وہ خود ہی محسوس کر رہی تھی۔

صبح آفس کے لیے تیار ہوتے وقت اس کا دل بہت اچھی طرح تیار ہونے کو چاہتا۔ وہ بمشکل خود کو سمجھاتی "اسنے روئین کے انداز ہی میں تیار ہوئی۔ جس دن وہ آفس نہ آتا وہ بے کل ہی رہتی۔ اکثر وہ ایمن سے وعدہ کرنے کے باوجود آفس سے جلدی نہیں اٹھتی تھی۔ "مگر میرے جانے کے بعد وہ آیا تو۔" وہ خود سے کہتی۔ حالانکہ معاذ سے اس کی وہی روئین کی باتیں ہوتی تھیں۔ کبھی کبھی تو وہ آفس اتنی تھوڑی دیر کے لیے آتا کہ صرف سلام دعا ہی ہو پاتی تھی۔

نئی نے اسے فراز کے پروپوزل کی بات بتایا تو وہ فوراً ہی انکار میں گر دیں ہلاتے ہوئے بولی۔
"کیا می۔" ابھی تو میں فارغ ہوئی ہوں اور آپ کو اتنی جلدی شادی کی پڑ گئی ہے۔ مجھے لائف کو انجوائے کرنے دیں۔" وہ اس کے دو ٹوک انکار پر چڑ گئی تھیں۔

"فورا" شادی کے لیے کون کہہ رہا ہے۔ صرف انکے جمنٹ کر دیتے ہیں شادی پھر سال یا زیادہ سال بعد کریں گے اتنے اچھے رشتے روز روز نہیں ملتے پھر بھی تم ساری نیچر ہے تو کسی لمبی چوڑی سسرال میں تو تمہارا گزارا ہو نہیں سکتا۔ پورا شتہ تم میں نام کو نہیں ہے اور وہاں سوائے فراز، نجمہ اور بھائی صاحب کے اور کوئی کون ہے اور ان دونوں کا بھی تو حاساں تو امریکا ہی میں گزارنا ہے تمہارے لحاظ سے یہ تبدیلی

پروپوزل ہے۔ پھر اس میں فراز کی اپنی مرضی بھی شامل ہے۔" وہ اسے سمجھاتے ہوئے پیار سے بویں تو وہ برا سا منہ بنا کر بولی۔

"فراز کی مرضی ہے تو میں کیا کروں۔ میری مرضی تو نہیں ہے ہاں۔ ضروری ہے جو مجھے پسند کرے میں بھی اسے پسند کروں۔"

"فراز میں آخر برائی کیا ہے؟ بڑھا کھسا ہے اپنا ٹھیک ٹھاک برنس ہے اور عادت کا بھی بہت اچھا ہے اور کیا چاہیے تمہیں؟" وہ خفا ہو گئی تھیں۔

"میں نے جب کہا کہ وہ برا ہے۔ مجھے بھی وہ بہت اچھا لگتا ہے مگر صرف ایک کزن اور دوست کی حیثیت سے۔" وہ ان کی ناراضی کے جواب میں بڑے اطمینان سے بولی تھی اور وہ بغیر کچھ کے خفگی سے اس کے پاس سے اٹھ گئی تھیں۔

ایمن کی شادی کا فنکشن بی بی میں اہلجہ کیا گیا تھا۔ وہ چھپتے دو دن سے ایمن کی کے سر میں کی ہوئی تھی۔ شادی کے دن کے لیے اس نے قفرائٹ ہر کا کھاکھرا بنایا تھا۔ تیار ہونے کے بعد اس نے خوب آئینے میں دیکھا تو اپنا آپ خود ہی بڑا پیارا لگا۔ کل مندی کے فنکشن میں معاذ کے دیے کنکشن اسے اب تک سرشاری میں جتا کیے ہوئے تھے۔ کل اس نے مندی فکر کا نیٹ کا سوٹ پہنا تھا اور اپنے لمبے بالوں کو برش کر کے کھلا چھوڑ دیا تھا۔ ایمن اور دو تین فریڈز نے اس کی تعریف کی تھی مگر ان کی تعریف اسے اتنی مختلف نہ لگی تھی جتنی معاذ کی۔ وہ اسے دیکھ کر ہائے بیلو کرنے کے لیے اس کے پاس آئی تھی۔

"کل میں سوچ رہا تھا کہ شاید جیو ٹی وی پر تم بہت اچھا لگتا ہے اور آن کی رانی میری اس گرین کمر کے بارے میں بھی ہے۔" وہ اس کی بیلو کے جواب میں بولا تھا اور وہ مسکراتے ہوئے بولی تھی۔

"میرا خیال ہے مجھ پر ہر رنگ اچھا لگتا ہے۔" وہ اس کے انداز پر ہنس بڑھا تھا۔
"بی بی ہاں بالکل ٹھیک کہا۔ وہ امجد اسلام امجد نے

تمہارے ہی بارے میں تو کہا ہے۔ تو جس رنگ کا کپڑا پہنے دو وہ موسم کا رنگ ہو جائے۔"

وہ اپنی بات انجوائے کرتا ہوا خود بھی ہنس رہا تھا۔
"ویکے انہوں نے جس کسی کے بارے میں کہا ہو۔ تمہارے اوپر واقعی ہر کچھ اچھا لگتا ہے۔" وہ مسکراتے ہوئے بولا تھا اور ان چند جملوں نے اسے کل سے لے کر آج تک اپنے حصار میں لیا ہوا تھا۔ باراتیوں کا استقبال کرتے وقت اس کی وائیاں اور اس کے ساتھ ساتھ چلتے چلتے معاذ سے سلام دعا ہو گئی تھی۔
"اےج ہو گیا اور وہ کسب توفیق" حق دوستی بھانے کے لیے خوب سارے آنسو بھی بہا چکی تو وائیں مہمانوں کی طرف آئی۔ ایمن سے اتنی پرانی دوستی کی وجہ سے وہ اس کے خاندان کے تقریباً تمام ہی افراد سے واقف تھی۔ اسی لیے بڑی گرم جوشی سے سب سے ملتی پھر رہی تھی۔ وہ تازہ اور الفشین سے خیر فریت پوچھتی آگے بڑھی تو سامنے سے آتے معاذ کو دیکھ کر رگ گئی۔ اس کا دیکھنے کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ اسی کے پاس آ رہا ہے۔ اس کے ساتھ چلتی اس لڑکی کو رامیہ نے سر سر کی نظروں سے دیکھا تھا۔

"حق دوستی سے تمہیں ڈھونڈنا پھر رہا ہوں۔" وہ اس کے پاس آ کر بولا تھا۔
"کیوں؟" وہ حیران ہوئی۔

"تمہیں مزنا سے ملنا تھا۔" وہ اپنے برابر کھڑی لڑکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا تو رامیہ نے اس لڑکی کو بغور دیکھا۔ عام سے نقوش اور بڑی عام سے پسنپٹی۔ اس کی شخصیت میں ایسا کچھ بھی نہیں تھا کہ اسے قابل توجہ بناتا ہو۔ یا شاید معاذ کی شاندار اور ہر پر مردانہ شخصیت کے سامنے اس کی شخصیت بی بی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ عام حالات میں وہ ایک اعلیٰ صورت لڑکی۔ کھڑکی جاسکتی تھی مگر معاذ کے برابر کھڑے ہو کر تو وہ بالکل ہی عام سی لگ رہی تھی۔

"اس سے ملو یہ مزنا ہے۔ میری فرسٹ کزن۔" وہ اپنے چھپے ایک سال سے کزن کے علاوہ اس کا ایک اور تعارف بھی ہو گیا ہے وہ یہ خود بتائے گی۔ اور

مزنا یہ ہے رامیہ میری دوست بہت بہت بولتا اور بے حد بااختیار۔ اس سے بات کرتے مجھے بہت ڈر لگتا ہے کہ یہ نہیں ابھی سامنے سے کیا جواب آجائے۔" اسے معاذ کی آواز بہت دور سے آتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

ایسا لگا تھا جیسے اندر کہیں کوئی چیز بہت بری طرح کر رہی ہو کر لوٹی تھی۔

"کیا ہے معاذ؟ تم تعارف بھی ڈھنگ سے نہیں کروا سکتے۔" مزنا نے اسے غوراً تھا پھر اس کی طرف متوجہ ہو کر بولی تھی۔

"ہماری لاسٹ ایئر انکے جمنٹ ہوئی ہے۔" "اور شادی کافی الحال کوئی امکان نہیں ہے کیونکہ محترمہ کو بانیو کی مشین میں MSC کرنے کے بعد اب سی ایس ایس کرنے کا بھوت سوار ہوا ہے۔ تم ہی لوگوں کے ساتھ تو اس نے بھی پاس ٹوٹ کیا ہے۔" وہ ایک نظر مزنا پر ڈالتا اس کی طرف متوجہ ہوا تو وہ خود کو سنبھال چکی تھی۔

"بہت خوشی ہوئی تم سے مل کر۔" وہ مزنا کا ہاتھ تمام کر گرم جوشی سے بولی۔

"مجھے بھی اور میرا تو معاذ سے تمہارا کزن سن کر ہی تم سے ملنے کا بہت دل چاہنے لگا تھا۔ یہ بہت کم ہی کسی کی تعریف کرتا ہے۔ تمہاری تعریف سن کر مجھے یقین تھا کہ کوئی بہت ہی علیلہ قسم کی لڑکی ہے جس کی معاذ اس طرح تعریف کرتا ہے۔" وہ بولا "بڑی خوشی میں سے مسکراتے ہوئے بولی تھی۔

"معاذ کہنے کا وائیاں کی شادی ہے چلو گی بیچ پوجھو تو میں صرف تم سے ملنے ہی کی خاطر اس کے ساتھ آئی ہوں۔" وہ بڑی خوب صورت سی مسکراہٹ چہرے پر لیے اسے دیکھ رہی تھی ایسا لگا رہا تھا جیسے اسے اپنے ساتھ کھڑے بندے پر اتنا سے زیادہ اعتبار اور بھروسہ ہے۔ اسی لیے اس کی نظروں میں رامیہ کو تو کسی قسم کی جھلس نظر آتی تھی اور نہ ہی کوئی شک اسے شاید پورا یقین تھا کہ ساتھ کھڑا یہ بے حد مغرور بندہ صرف اور صرف اسی کا ہے اور اس کی جگہ کوئی دوسرا

کبھی بھی نہیں لے سکتا۔

"پھر تمہیں مجھ سے مل کر کیسا لگا۔ مایوسی تو نہیں ہوئی؟" وہ جتنے آرام سے کھڑی ہو کر اس سے باتیں کر رہی تھی اس پر اسے خودی چھب ہو رہا تھا۔ سب سے کہتے تھے کہ اس میں برداشت نہیں ہے۔ تحمل معاملہ فہمی اور صبر جیسے لفظوں سے وہ قطعاً نا آشنا ہے اور آج زندگی میں پہلی مرتبہ اسے اپنے پارے میں آگاہی حاصل ہو رہی تھی۔

"ہم کسی اور کو مجھے کا دعویٰ کیسے کر سکتے ہیں جبکہ اکثر اوقات ہم خود اپنے آپ ہی کو نہیں سمجھ پاتے۔" اسے ایسا لگا جیسے وہ خود اپنی دلچسپی رامیہ مکمل سے مل رہی ہے رامیہ مکمل ہو بے حد بولڈ اور آؤٹ اسپوکن ہونے کے ساتھ ساتھ بڑی برداشت والی اور اپنے تمام ترا حساسات و سروں سے چھپا لینے والی ایک بڑی ہی مختلف لڑکی ہے۔ وہ آج پہلی مرتبہ اس کے متعارف ہو رہی تھی۔

"تم سے مل کر بہت اچھا لگا ہے۔ مجھے یقین ہے جس طرح تمہاری معاذ سے دوستی ہے اسی طرح مجھ سے بھی ہو جائے گی اور ویسے اس نے تمہاری اپنی تعریفیں کرنے کے باوجود ایک بات مجھے نہیں بتائی تھی اور وہ یہ کہ یو آر سو کیوٹ اینڈ چارمنگ۔" وہ بڑے دوستانہ انداز میں مسکراتے ہوئے اس کی تعریف کر رہی تھی۔ معاذ خاموشی سے کھرا مسکراتا ہوا ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

"آپ دونوں خواتین باتیں کریں میں ذرا دولہا میاں کو مول سپورٹ دینے جا رہا ہوں۔" وہ ایمن کی بہنوں اور کرنز کے زمرے میں کمرے وانیال کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔ وہاں دودھ پلائی پر ہنگامہ مچا ہوا تھا۔

"ویسے یہ دولہا بن کر اچھا خاصا قاتل بندو چھ کیوں نظر آئے لگتا ہے؟" وہ وانیال کی حد درجہ معصوم سی شکل پر نظریں جمائے ہنستا ہوا بولا تھا۔

"ہناؤں کی وانیال کو آپ کے یہ سنہری خیالات باقی واوے آپ کب چھین رہے ہیں؟" وہ شرارت سے

مسکراتی تھی۔

"دیکھو ابھی یہ محترمہ سی ایس ایس کا شوق پورا کر لیں۔ نو مہر میں ان کے ایجنیز ہوں گے۔ دعا کرو۔" written میں ہی مکمل ہو جائے۔ تو پھر تو فوراً ہی شادی ہو جائے گی ورنہ خدا نخواستہ اگر کبھی کر لیا تو پھر تو شادی بھی ہی گئی۔ "اس کی بات پر رامیہ فس پڑی تھی جبکہ مزتلے اسے بری طرح چھو کر دیکھا تھا۔

"یہ دراصل میری ذہانت سے جیلس ہوتا ہے۔" وہی male ego کا مسئلہ عورت کو اپنے برابر آتے تو مزہ حضرات کبھی برداشت کر ہی نہیں سکتے۔

"دیکھا تم نے کتنی لڑاکا ہے یہ۔ اس سے مل چھیں یقیناً" میرے مستقبل کا سوچ کر مجھ پر رم لگا ہو گا۔" دور امیہ سے مخاطب ہوا تھا۔

"خیر تم لوگ باتیں کرو میں ذرا وانیال کو سسرالیوں کے مسئلوں سے بچاؤں۔" وہ فوراً ہی آگے بڑھ گیا تھا اور مزتلے اور وہ آہستہ آہستہ باتیں کرنے لگی تھیں۔

"یہ جب لندن سے پرہ کر گیا اسی وقت سے میرے پیچھے پڑا ہوا تھا۔ پورے دو سال بڑی مسئلہ مزملی سے میرے پیچھے لگا رہا تو مجھے اپنا رویہ بدلنا پڑا۔

دراصل میں ابھی مقلد یا شاہی دھڑو کے پتھر میں نہیں چاہتی تھی مگر معاذ نے مجھے میرے خیالات تبدیل کرنے پر مجبور کر دی دیا۔" وہ اس بے حد عام سی لڑکی کی یہ باتیں بڑے خوب سے سن رہی تھی۔ ایسا اس میں کیا تھا کہ معاذ جیسا شخص اس کے پیچھے ہوا کہ

ہوتا۔ ہمارے ہاں خوب صورتی کا جو بیانیہ مقررے ان میں سے وہ کسی ایک پر بھی پوری نہیں اتار رہی تھی۔ کافی دیر تک اس سے باتیں کرنے کے بعد وہ وہاں سے اٹھی تو ایسا لگا جیسے شہرول میں ہر طرف سکوت چھایا ہوا ہے۔ یوں جیسے کسی کوئی آواز کوئی آہٹ تک نہیں ہے۔ اتنے سارے خوش باش لوگوں کے اس ہجوم

میں وہ خود کو ایک دم تنہا اور بالکل اکیلا محسوس کر رہی تھی۔ جب دل خوش تھا تو تنہائی میں بھی محسوس آتا تھا جس پر سو خوش تھی اور جب دل اداس ہوتا تو غلغل

بھی ویران اور ابھری لگنے لگی تھی۔

وہ خود کو سنبھالتی سارا وقت ہنسی مسکراتی رہی تھی۔ کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جو ہم کبھی بھی کسی کے ساتھ شیئر نہیں کرنا چاہتے اپنے قریب ترین افراد سے بھی نہیں۔ محبتی نے اس کی اتنی ہی شکل دیکھی تو پریشان ہو گئی تھیں۔

"کچھ نہیں مٹی بس ذرا جھکن ہو گئی ہے۔ تین چار دن سے پوری خند نہیں سوئی ہوں اس لیے۔" رست کریوں کی تو خود ٹھیک ہو جاؤں گی۔" وہ انہیں اطمینان دلاتی اپنے کمرے میں آگئی تھی۔

"کب اس نے کہا تھا کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ کب اس نے کہا کہ مجھے تم اچھی لگتی ہو۔ اس کے فلوں اور دوستی کے میں نے خود ہی یہ معنی نکالے تھے اس میں اس کا کیا تصور۔ غلطی تو میری اپنی ہے۔"

وہ ہلک ہلک کر روتے ہوئے اپنے آپ سے لڑ رہی تھی۔

"لیکن اس کا وہ انداز وہ باتیں کیا سب کچھ لفظ تھا۔ جو باتیں مجھے میرے دل نے سمجھائی تھیں کیا سب لفظ تھیں۔ میری اپنی ذہنی اختراع تھیں۔ اس کی وہ وجہ۔" وہ الفاظ اور تعریفیں کیا سب جھوٹ تھا۔

وہ اپنے ہر دوست سے اسی طرح کہتا ہے جس طرح مجھ سے ملتا تھا۔ کیا سب کی اسی طرح کہتا تھا جیسی میری کرتا تھا۔ میں کسی سے پوچھوں کون مجھے بتائے گا۔ یہ دوستی تھی محبت تھی یا فکرت۔ مگر اس کی کوئی ایک بات بھی ایسی گرفت میں نہیں آ رہی جس کی بنیاد

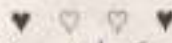
پہلے اسے فکرت قرار دے سکوں اور اس کا کہنا یاد کر پوچھوں کہ تم نے میرے ساتھ اس طرح کیوں کیا۔ یہ کیسا کھیل کھیلایا ہے معاذ تم نے میرے ساتھ

کر کیا کیا کرتا تھا میں نے تمہارا۔ تمہارا مجھے مزتلے سے خاص طور پر ملوانا۔ کیا تم میری بے بسی کا تماشا دیکھنا

چاہتے تھے۔ کیا یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ کبھی کسی کو خاطر میں نہ لانے والی رامیہ تمہارے لیے کس طرح ٹوٹ کر بھرے گی تم نے سب کچھ کتنی چالاک سے کیا۔

میں تم سے جا کر تو بھی نہیں سکتی کہ جو باتیں میرے دل نے مجھے سمجھائی تھیں وہ تم نے اپنی زبان سے تو کبھی

نہیں کہی تھیں۔ تم صاف انکار کر دو گے میرا مذاق اڑاؤ گے۔ کبھی کبھی یہ دل ہمیں کتنا خوار کرتا ہے۔ کیا جو لوگ دل کا کمانٹے ہیں اس کی باتوں پر یقین کرتے ہیں وہ کھانے کا سودا کرتے ہیں۔ کیا دل بصوت بھی پڑتا ہے؟" وہ خودی سوال جواب کرتی روئے جاری تھی۔



ایمن کی شادی کے لیے اس نے چھپایا لی ہوئی تھیں فلیڈ کے اگلے روز جب وہ آفس گئی تو معاذ کا اسے دیکھ کر اپنا سب کام چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ ہو جانا رامیہ نے پوری شدتوں سے محسوس کیا تھا۔

وانیال کی عدم موجودگی میں آج کل وہ سارا نام نہیں دے رہا تھا۔ دن بھر میں کئی مرتبہ اسے کام سے وہ معاذ کے کمرے میں گئی تھی۔ سچ بھی اسی کے ساتھ کیا تھا۔

اس سے مزتلے کے بارے میں باتیں کی تھیں ان دونوں کو اپنے گھر آنے کی دعوت دی تھی۔ ایسا کر کے وہ اپنی زخمی آنا کو تسکین پہنچا رہی ہے اسے اچھی طرح معلوم تھا۔ وہ بھی کسی قسم کی حیرت ظاہر کیے بغیر معمول کے انداز میں اس کے ساتھ باتیں کر رہا تھا۔

"تم بظاہر خود کو لاپرواہ پوز کرنے کے باوجود میرے ہر پر انداز کا بغور جائزہ لے رہے ہو مجھے پتا ہے اور شاید تم میرے بارے میں یہ سوچ رہے ہو گے کہ میں کتنی

کامیاب اور اگاہ ہوں۔ مجھے خود کو دوسروں سے چھپانا آتا ہے۔ تو تم میری آنکھوں میں دیکھنا چاہتے تھے وہ میں دیکھ رہے اور اس پر یقیناً تمہیں بہت کوفت ہو رہی ہوگی۔"

"خود پوری ہے جو مجھے پسند کرے میں بھی اسے پسند کروں۔" اپنی کچھ عرصہ پہلے کئی بات گاڑی ڈرا یہ

کرتے ہوئے اس کے ذہن میں گونج رہی تھی۔

"نہیں یہ کوئی ضروری نہیں کہ جو مجھے پسند کرے اسے میں بھی پسند کروں اور جسے میں پسند کروں وہ بھی مجھے پسند کرے ایسا ہونا بھی ضروری نہیں ہے۔" اس نے بڑی تلخی سے سوچا تھا۔

"مگر میں خود اس کی طرف متوجہ نہیں ہوئی تھی وہ